رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

شرح چندہ
سالانہ .... ے
ششماہی .... ے
سہ ماہی .... ے

قیمت پرانا پرچہ (۴)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن
ہفتہ وار
مملکت
ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ .... ے
ششماہی .... ے
سہ ماہی .... ے

قیمت فی پرچہ (۲)

جلد (۲)	۲۱ آبان سنہ ۱۳۵۱ف	۱۴ر رمضان سنہ ۱۳۶۱ھ	۲۶ ستمبر سنہ ۱۹۴۲ء شنبہ	نمبر (۳۴)

مسٹر چرچل کی تقریر
اور اس کا ردِ عمل
ایک جائز اعتراض

مسلم لیگ کے صدر مسٹر جناح نے ایک حالیہ پریس کانفرنس میں جو دہلی میں ہوئی تھی حکومت کی موجودہ پالیسی پر ایک جائز اعتراض کیا ہے۔ مسٹر جناح کہتے ہیں کہ میرے خیال میں یہ خیال مسلمہ ہوا ہے یہ ہے کہ برطانوی پالیسی اب تک یہ رہی ہے کہ کانگریس کی روش جیسی بھی ہے لیکن جب تک کانگریس کو اپنے ساتھ نہ لے لیں کچھ نہیں ہوسکتا۔ میرا اس پر سخت اعتراض ہے۔ اس کے یہ معنے ہے کہ آپ ایک پارٹی کی اہمیت پر بھروسہ کئے ہیں۔ جو بار بار کی وجہ ہے۔ مسٹر جناح کا یہ خیال درست ہے۔ اس امر سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ حکومت اور اس ملک کے عوام میں ایک خلیج حائل ہوگئی ہے اور اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ اس خلیج کو پاٹ کر ملک کی مدافعت کے نقطۂ نظر کو دور کرسکتی ہے۔ وقت آگیا ہے کہ حکومت اس بات کو محسوس کرے کہ عوام کی مدافعت ہی دشمن کی موثر اور کامیاب مدافعت ہوسکتی ہے جو اس وقت دروازہ پر کھڑا ہے اور جس کے کارندے ملک کے اندر سرگرم عمل ہیں۔ یہ کہنا ہرگز کافی نہیں کہ اندرونی خلفشار کو دبا دیا گیا اور یہ کہتے بھی حالات میں بہتری نہیں ہوئی ہے کہ عوام کانگریس کے ساتھ نہیں ہیں۔ اگر حکومت یہ محسوس کرتی ہے کہ کانگریس سارے ملک کی نمائندہ نہیں ہے اور حکومت یہ جانتی ہے کہ کانگریس کی پالیسی دشمن کو مدد پہونچا رہی ہے تو یہ کہنا نہ تھا ہے کہ پھر کرپس کی تجاویز کو نئے سرے سے روبہ عمل کیوں نہیں لایا جارہا ہے۔ اس خطرناک تاخیر کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

لیگ کا موقف

اسی پریس کانفرنس میں مسٹر جناح نے لیگ کے موقف کی وضاحت کی یہ وضاحت بہت امید افزا ہے۔ ایک قومی مخلوط حکومت کے تصور کی تشریح کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ ایک حکومت ایک خاص مقصد کے لئے دوران جنگ میں تشکیل دی جائے۔ لیگ کسی شخص کو اس سے خارج نہیں کرتا تاوقتیکہ وہ خود اپنے آپ کو خارج نہ کرے میں اس غرض سے آگے نہیں بڑھتا کہ یہ جماعت یا وہ جماعت خارج ہوجائے۔ اگر وہیں ذمہ داری قبول کرتی ہے۔ تو میرے خیال میں یہ بات بالکل صحیح ہے کہ وہ لوگ جو ذمہ داری قبول کرتے ہیں قدرتی طور پر ہر طبقہ کی امداد اور اشتراک حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تاوقتیکہ وہ شخص یا جماعت اشتراک نہ کرنا چاہے"۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ مسلم لیگ جس کی ترجمانی مسٹر جناح کررہے ہیں ان اختیارات پر کوئی حد عائد کرنا نہیں چاہتی جو منتقل کئے جائیں گے۔ اس سے یہ بات بھی مترشح ہوتی ہے کہ کرپس کی تجاویز اور ان کی بنا پر حکومت کی تشکیل کے مسئلہ سے مسلم لیگ اپنی روش پر نظر ثانی کرنے آمادہ ہے۔ لیگ کی جانب سے صرف ایک شرط عائد کی جارہی ہے کہ "تمام جماعتیں مسلمانوں کے حق خود ارادیت کو تسلیم کریں اور اس کی ضمانت دیں اور اس کا وعدہ کریں کہ مسلمانوں کے استصواب عامہ کے فیصلہ کو روبہ عمل لایا جائے گا"۔ اس کی وجہ سے کرپس کی تجاویز میں چند ترمیمات ضرور کرنی پڑیں گی لیکن ایسی ترمیم تو بجا نہ ہوگی۔ مسلمانوں کے حق خود ارادیت کو تسلیم کرنا کوئی معنے نہیں رکھتا اگر اس حق کے استعمال میں دوسروں کی جانب سے مداخلت ہو۔ دوران جنگ میں اس قسم کے وعدہ کا مطلب یہ ہوگا کہ عارضی حکومت مسلمانوں کے مطالبہ کے خلاف نہیں جاسکے گی۔ ملک میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو لیگ کے نقطۂ نظر کو قبول کرسکتے ہیں اور لیگ کے ساتھ ذمہ داری لینے میں شریک ہوسکتے ہیں موجودہ تعطل کو دور کرنے کے لئے ایسی قوتوں کو یکجا کرنا ضروری ہے جو جنگ میں اشتراک عمل کرنے اور ذمہ داری قبول کرنے تیار ہیں۔ مگر اس مسئلہ کا حل بالآخر حکومت کی روش پر منحصر ہے۔

غلط راستہ

مسٹر چرچل کی چند روز قبل کی پارلیمنٹ کی تقریر کے خلاف ہندوستان کے مختلف گوشوں میں ردعمل ہوا۔ بہت سے لیڈروں نے یہ جتلانے کی کوشش کی کہ مختلف جماعتیں اور ادارے جن کی وہ نمائندگی کرتے ہیں قومی مطالبہ کی تائید میں ہیں اور اصل سوال اقتدار کی منتقلی سے متعلق ہے۔ انھوں نے یہ بھی واضح کیا کہ کانگریس سے ان کا اختلاف قومی نصب العین کو حاصل کرنے کے طریقے سے متعلق تھا اور اسی وجہ سے وہ کانگریس سے باہر رہ سکے۔ ان میں سے اکثر لیڈروں نے یہ بھی اعلان کیا کہ وہ دشمن کا آخر وقت تک مقابلہ کرنے تیار ہیں۔ ضرورت ہے کہ محب وطن حضرات اس پہلو پر بڑی سنجیدگی سے غور و فکر کریں۔ انہیں محسوس کرنا چاہیے کہ کانگریس سے ان کا اختلاف محض طریق کار ہی نہیں ہے بلکہ خود نصب العین سے متعلق بھی ہے۔ آج کانگریس دشمن سے مقابلہ کی قوت میں رخنہ ڈال رہی ہے اور دشمن کے لئے ملک کے دروازے کھول رہی ہے اور یہ اعلان بھی کررہی ہے کہ وہ ملک کو آزادی کی طرف لے جارہی ہے۔ ہندوستان کے سامنے ایک مقصد واحد نہیں ہے بلکہ ہندوستان کے مختلف

(بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

ہفتہ وار
مملکت
جلد (۲) | ۲۱ آبان ۱۳۵۱ ف یکشنبہ | نمبر (۲۴)

ہمارے تعلیمی مصارف

ثانوی تعلیم سے متعلق حکومت سرکار عالی نے جو ترمیم شدہ اسکیم اختیار کی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ دوعملی کو موقوف کر کے تعلیمی نصابوں میں یکسانیت پیدا کی جائے۔ اور فوقانی تعلیم ختم ہونے کے بعد طلباء امیدوار خواہ وہ نظام کالج میں شرکت کے خواہشمند ہوں یا جامعہ عثمانیہ میں مشترک امتحان لیا جائے۔ اس طریقہ کو عملی قرار دیا گیا ہے اور اس تغیر کو عمل میں لانے کے لئے پانچ سال کی مدت مقرر کی گئی ہے۔

حکومت سرکار عالی نے تعلیم کا جو وحدانی طریقہ اختیار کیا ہے وہ ہر طرح قابل تحسین ہے مگر اس وحدانی طریقے کے ساتھ ساتھ کیمبرج کے طریقہ تعلیم کو برقرار رکھنے سے اس اسکیم کا مقصد پورا نہیں ہوتا اور اس کے علاوہ کیمبرج کا طریقہ تعلیم مالیاتی نقطۂ نظر سے بہت گراں بار ثابت ہو رہا ہے۔

اعلیٰ تعلیم کی منزل میں اور جامعہ عثمانیہ کی موجودگی میں ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ نظام کالج کو برقرار رکھنا کیوں ضروری سمجھا گیا۔ اس کالج پر سالانہ (۲۳ ۶ ۵ ۱۵ ۲) روپے صرف ہو رہے ہیں اور فی طالب علم (۹ ۸ ۲۳ ۱) روپیے

اس طرح اس ایک ادارہ پر سالانہ (۳ ۵ ۹ ۰ ۷ ۷ ۲ ۲) روپے کا صرفہ عائد ہوتا ہے۔ اس کثیر رقم سے (۸۰) طلبہ کی تعلیم ہو رہی ہے جبکہ (۲۰۰۰) نوجوانوں کو جامعہ عثمانیہ کے نصب العین کے خلاف تعلیم دی جا رہی ہے۔ اس طرح یہاں ہر طالب علم پر سالانہ (۲۹۵ ۹) روپے صرف ہو رہے ہیں یہ مصارف تعلیم کا اوسط۔

سطور ذیل میں ہم یہ بتانے کی کوشش کریں گے کہ مدارس فوقانیہ انگریزی کے تناسب میں جامعہ عثمانیہ کے نصاب کے تحت جو ثانوی تعلیم ہو رہی ہے اس کے مصارف نسبتہً کس قدر کم ہیں۔ مدارس فوقانیہ انگریزی پر جن کی تعداد (۲۱) ہے سالانہ (۳٬۸۳٬۲۰۸) روپے صرف ہوتے ہیں۔ مدارس فوقانیہ عثمانیہ پر جن کی تعداد (۳۲) ہے سالانہ (۳۱۰٬۷۷٬۷) روپے صرف ہو رہے ہیں۔ انگریزی مدارس میں طلباء کی تعداد (۱۱٬۵۵۳) ہے۔ اور مدارس عثمانیہ میں (۲۲۵۷۶)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مدارس فوقانیہ انگریزی کے اخراجات جو تعداد میں کم ہیں اور جہاں طلباء بھی کم ہیں مدارس فوقانیہ عثمانیہ سے جو تعداد میں زیادہ اور جہاں طلباء کی تعداد بھی کثیر ہے لیکن بہت زیادہ ہیں۔ ذیل میں رو اوسط اخراجات درج کئے جاتے ہیں جو سالانہ فی طالب علم لاحق ہوتے ہیں:

	روپیہ	آنہ	پائی
سرکاری مدارس فوقانیہ انگریزی (ذکور)	۲۰۵	۹	۷
" " (عثمانیہ)	۵۵	۳	۸
" " مشترکہ (")	۴۳	۱۰	۱۱
سرکاری مدارس فوقانیہ انگریزی (اناث)	۳۲۵	۱۲	۱
" عثمانیہ (")	۶۱	۱	۸
" مشترکہ (")	۱۳۲	۱۰	۹

ان اعداد سے ظاہر ہوگا کہ ان مدارس پر جن کا نصب العین جامعہ عثمانیہ کے نصب العین کے مغایر ہے کتنی کثیر رقم صرف ہو رہی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ وحدانی طریقہ تعلیم کی اسکیم عمل ہو جانے کے بعد ان مصارف میں معتد بہ کمی واقع ہوگی۔ تاہم نظام کالج اور محبوبیہ گرلز اسکول کا وجود ہم تعلیمی اور مالیاتی نقطۂ نظر سے مفید نہیں سمجھتے۔ ہمارا یہ مقصد نہیں کہ نظام کالج اور محبوبیہ گرلز اسکول کو برخاست کر دیا جائے بلکہ ہماری یہ رائے ہے کہ ان ہر دو اداروں کی ہیئت ترکیبی اور نصاب تعلیم بغیر کسی مزید انتظار کے بدل دیا جائے۔

تعلیم نسواں کے مصارف۔

محبوبیہ گرلز اسکول حکومت اور رعایا دونوں کے لئے ایک گراں بار ادارہ ثابت ہو رہا ہے۔ جہاں حکومت اس کو برقرار رکھنے کے لئے کثیر رقم صرف کر رہی ہے وہاں اس مدرسہ کی طالبات کے والدین اور سرپرستوں کو فیس اور دیگر مصارف میں اپنی آمدنی کا بڑا حصہ نذر کر دینا پڑتا ہے۔ ذیل کے اعداد سے ظاہر ہوگا کہ اس مدرسہ کے مصارف کیا ہیں اور حکومت ہر طالبہ پر سالانہ کس قدر رقم صرف کرتی ہے۔

	مصارف	تعداد طالبات	اخراجات فی طالبہ
محبوبیہ گرلز اسکول	(۱۳۹۲۲۱) روپے	۲۸۳	(۳۳۸-۱۲-۱) روپے
زنانہ ہائی اسکول [illegible]	(۱۱۹۱ ۹۰ ۲) روپے	۵۹۴	(۲۹۱-۰-۹) روپے

مندرجۂ بالا اعداد سے ظاہر ہوتا ہے کہ محبوبیہ گرلز اسکول کے اخراجات جہاں طالبات کم ہیں نسبتہً بہت زیادہ ہیں۔ دوسری

قابل ذکر اور نہایت تعجب خیز بات یہ ہے کہ اس مدرسہ کا انتظام ایک بورڈ کے تحت ہے۔ سررشتہ تعلیمات کو اس مدرسہ کے انتظامات میں مطلقاً کوئی دخل نہیں۔ اس مدرسہ میں فیس کی جو شرح مقرر ہے وہ بھی قابل اعتراض ہے۔ چھوٹی جماعت کی لڑکیوں سے ۷ روپے اور بڑی جماعت کی لڑکیوں سے پندرہ روپے لئے جاتے ہیں۔ فیس کے علاوہ دوسرے اخراجات جیسے کتب کی خریدی مختلف تقریبات کے چندے اور دیگر مصارف ارباب مقتدر کی توجہ کے محتاج ہیں۔ اس مدرسہ میں کیمبرج یونیورسٹی کے نصاب کی تعلیم دی جاتی ہے اور جماعتوں کی تعداد کچھ عجیب و غریب طریقے سے ترتیب دی گئی ہے۔ ہر جماعت دو یا تین حصوں میں تقسیم کی گئی ہے ایک معمولی ذہن کی لڑکی تین سال میں ایک جماعت کی تعلیم ختم کر سکتی ہے۔ یہ کس طرح کی جماعت بندی ہے اور اس کا مقصد کیا ہے شاید ماہرین تعلیم ہی بتا سکتے ہیں۔ اس مدرسہ میں جو معلمات ملازم ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی حالت بھی قابل رحم ہے۔ اگر کوئی معلمہ بدقسمتی سے علیل ہو تو اس کی تنخواہ محدود و اس کے اختیارات محدود اور اس پر ہر قسم کی پابندیاں عائد کی جاتی ہیں۔

نظر ثانی کی ضرورت۔

اس وقت جبکہ ساری دنیا معاشی مشکلات میں مبتلا ہو رہی ہے اور ہر حکومت اخراجات میں کمی کر رہی ہے کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ حکومت سرکار عالی بھی مدرسہ فوقانیہ انگریزی پر جو غیر ضروری روپیہ صرف ہو رہا ہے اس کو گھٹانے کی تدابیر پر غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کرے۔ ہمیں توقع ہے کہ ارباب مقتدر اپنی اولین فرصت میں محبوبیہ گرلز اسکول کے غیر معمولی اخراجات تعلیم پر نظر ثانی فرمائیں گے اور دیگر مدارس سرکاری کی طرح اس کو بھی سررشتہ تعلیمات کی تولیت میں دے دیں گے تاکہ اس ادارہ میں بھی وہ تعلیمی یکسانیت پیدا ہو سکے جو حکومت کی تعلیمی پالیسی کا منشاء ہے۔ کچھ عرصہ قبل حکومت سرکار عالی نے ایک پریس نوٹ کے ذریعہ اپنی تعلیمی پالیسی کی وضاحت کی تھی جس میں بیان کیا گیا تھا کہ:-

"ثانوی درجہ میں اردو کو ذریعہ تعلیم قرار دینے کے مسئلہ کو زیادہ تر موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ تنقید یہ ہے کہ اردو کی جگہ مادری زبان کو ملنی چاہئے۔ بعض بیانات میں اگر اس قسم کی کارروائی کی گئی ہے تو وہاں یہ مقصد پیش نظر تھا کہ انگریزی کو جو ایک غیر زبان ہے خارج کیا جائے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے طالب علموں کی دلچسپی اور توجہ زیادہ تر خود اس اجنبی زبان کے سیکھنے کی جانب مبذول رہتی تھی اور اس طرح ان کے لئے دقتیں پیدا ہو جاتی تھیں۔ اس بنا پر حکومت سرکار عالی کو اس امر پر آمادہ کیا کہ وہ انگریزی کے بجائے اردو کو بتدریج ذریعہ تعلیم قرار دے"

اُردو کا استعمال نہ صرف اس لئے حق بجانب ہے کہ یہ سرکاری زبان ہے اور عدالتوں اور دفتروں میں رائج ہے بلکہ اس لئے بھی کہ ہندوستان کی عام طور پر سمجھی جانے والی زبان ہے جسے ملک کی بعض اہم سیاسی جماعتوں نے مشترکہ اور قومی زبان کی حیثیت سے اختیار کر لیا ہے۔ اختلافات صرف رسم خط کے مسئلہ تک محدود ہیں۔ یہ زبان فطری اسباب کی بنا پر وجود میں آئی اور خالصتاً ہندوستانی ہے۔ اس کا ذخیرۂ الفاظ زیادہ تر شمال اور جنوب کی دوسری ہندوستانی زبانوں سے حاصل کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اس زبان کی پیدائش کی … سے ظاہر ہے یہ ہندو مسلم اتحاد کے جذبہ کی آئینہ دار ہے کیونکہ دونوں قوموں نے اس کے نشوونما میں مساوی حصہ لیا ہے اس کے استعمال کے خلاف ملک کے بعض حصوں میں حال میں جو ہنگامہ آرائیاں ہوئی ہیں ان کی بنیاد فرقہ وارانہ مباحث پر قائم ہے جو امید ہے کہ جمہوریت کا مفاد پیش نظر رکھتے ہوئے عارضی ثابت ہوں گی۔

گو ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ حکومت کی … پالیسی جس کا اعلان … میں کیا گیا ہے … اور مجوزہ گروپ … میں کیوں نافذ نہیں کی گئی مشترکہ شہریت کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے ان اداروں میں بھی اردو کو ذریعہ تعلیم قرار دینا اس … ضروری ہے خاص کر جبکہ اعداد و شمار سے ثابت ہوتا ہے کہ … نصاب تعلیم مقبول عام ہونے کے علاوہ … ہو گیا ہے۔

م- نہیں ہوتے تاہم یہ سمجھنے سے ہم قاصر ہیں کہ سیاسیات کو مذہب سے کیوں خلط ملط کیا جاتا ہے اور اس طرح دونوں کی اہمیت گھٹا دی جاتی ہے۔ کیا خود پنڈت نریندر جی نے … شروع کرنے کے بعد … سے بحث نہیں کی کہا جا سکتا ہے کہ … کو مسلح جلوس نکالنے کی اجازت دے تو آریہ سماج کے … ہو جائے گا یا ایسے بیان سے حکومت کی ہمدردی حاصل نہیں ہو سکتی۔

صنعت: ترکی میں گھریلو صنعتوں کے علاوہ بڑی صنعتیں بھی فروغ پا رہی ہیں۔ … میں کسان … کپڑا … گھریلو صنعتوں کو جدید العصر بنانے کے لئے حکومت … ہندوستان کے متعلق مسٹر قرا … نے کہا مجھے مسرت ہے کہ میں ہندوستان میں جمہوریہ ترکیہ کا پہلا قونصل جنرل ہوں۔ میں ہندوستان کو بہت … اور ہندوستانیوں کو بہت دوست رکھتا ہوں۔ میرا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ہندوستانیوں کو ترکی کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات بہم پہنچاؤں۔

مسٹر قرا … نے جنہوں نے … اور … میں تعلیم پائی ہے ۱۹۲۳ء میں بیرونی ممالک کی سفارت کے شعبہ پر مامور ہوئے۔ … ہندوستان …

مسلح جلوس

دکن کرانیکل کا تبصرہ

ہمیں افسوس ہے کہ پنڈت نریندر صدر آریہ پرتی ندھی سبھا نے دسہرہ میں مسلح جلوس نکالنے سے متعلق ایک بیان جاری کیا ہے جو نہ صرف نامناسب بلکہ بے حد اشتعال انگیز ہے۔ یہ اس لئے بھی زیادہ قابل افسوس ہے کہ آریہ سماج نے جو ہندو فرقے کے مذہبی و سیاسی خیالات کی پرزور نمائندگی کرتا رہا ہے ۱۹۳۹ء کی تحریک ستیہ گرہ کے بعد سے سیاسی سرگرمیوں کو ترک کر دیا تھا اور یہ چیز ان لوگوں کے لئے تعجب خیز رہی تھی جو اپنی قوم پرستی کی نمائش کے لئے تیار رہتے ہیں۔ پنڈت نریندر کی شکایت یہ ہے کہ حکومت جلوسوں میں اسلحہ رکھنے کی ممانعت کر کے دسہرہ کے جلوس میں اسلحہ رکھنے کے ہندو حق میں مداخلت کر رہی ہے۔ لیکن انہوں نے بعض امور کو نظر انداز کر دیا ہے۔ یہ احتیاطی احکام تمام تقاریب سے متعلق ہیں خواہ ہندو ہوں یا مسلمان۔ یہ احکام تین ماہ کی مدت کے لئے نافذ ہیں … ان کی یہ غلط تعبیر ہی کی جا سکتی ہے جیسا کہ پنڈت نریندر نے کی ہے کہ یہ خاص طور پر دسہرہ یا کسی دوسرے ہندو تہوار کے خلاف نافذ ہوتے ہیں۔ اور یہ حکم کوئی جدید حکم نہیں ہے جو صرف اس سال نافذ ہوا ہو——— گو ہمیں کوئی ایسا شک نہیں کہ اگر کوئی جدید حکم نافذ ہوتا بھی تو موجودہ صورت حال میں حق بجانب ہوتا——— بلکہ یہ وہی حکم ہے جو گزشتہ دو سال کے دوران میں نافذ ہوا ہے۔ اگر پنڈت نریندر اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوتے تو ان کے اس استدلال کا آسانی سے جواب دیا جا سکتا ہے کہ دسہرہ کے جلوس میں اسلحہ کا رکھنا ضروری ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ ایک آریہ سماجی جو ہمارے خیال میں ہندو دھرم کے رسوم پر زیادہ اعتقاد نہیں رکھتا اس سوال کی نسبت کہ آیا مسلح جلوس کے بغیر دسہرہ کا تقدس باقی نہیں رہتا ایک اصول پیش کرے۔ ہم ہندو رسوم کا کچھ علم رکھتے ہوئے یہ کہنے کی جسارت کرتے ہیں کہ … پوجا آج محض ایک علامتی اہمیت رکھتی ہے اور یہ کہ مسلح جلوس صرف ایک مقامی رسم ہے جو مذہبی اہمیت کو کم کئے بغیر ترک یا ملتوی کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ افسوس کی بات ہے کہ پنڈت نریندر جو حالات حاضرہ سے اس قدر باخبر ہیں اور جنہوں نے ابھی حال میں وفاقی حکومت کے خطرات پر بحث کی ہے یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ہم ایک نہایت نازک اور خطرناک دور سے گزر رہے ہیں اور یہ کہ شہریوں کا اولین فرض اور حکومت کا فرض بھی یہ ہے کہ امن و سکون قائم رکھے۔ حیدرآباد تین سال سے فرقہ وارانہ فسادات سے پاک ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ دسہرہ میں مسلح جلوس نکالنے سے لازمی طور پر فساد پھوٹ پڑے گا لیکن ہم اپنی پوری قوت کے ساتھ یہ کہیں گے کہ اس کے بعید امکان پر بھی شہریوں کو غور کرنا چاہئے۔ یہ امر مخفی نہیں کہ مذہبی رسوم کی ادائی کے وقت بھی متنازعہ فیہ سیاسی مسائل کی نسبت خیالات ظاہر کرنے کے موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا جاتا۔ اگر ہم یہ تسلیم بھی کر لیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ سیاسی خیالات کے اظہار کے لئے موزوں موقع دستیاب …

جدید ترکیہ کی ترقی

بمبئی: بمبئی کرانیکل کے نامہ نگار سے ایک خصوصی ملاقات کے دوران میں ترکی کے جدید قونصل جنرل … قرا … نے جدید ترکی کی ترقیات اور عام زندگی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا "جدید ترکی کے دیہات میں بھی مشکل … ناخواندہ لوگ موجود ہیں۔ کسان جدید آلات زراعت استعمال کر رہے ہیں اور اس بارے میں حکومت نے انہیں بڑی سہولتیں دی ہیں۔ ہر بیس سالہ نوجوان کو جبری فوجی تعلیم دی جاتی ہے ملک کے دفاع کے لئے ترک خواتین مردوں کے شانہ بشانہ کھڑی ہیں اور یہ ثمرات اس جمہوری حکومت کے ہیں جو گزشتہ نو سال سے قوم کی فلاح و بہبود کے لئے سرگرم عمل ہے۔

مسٹر قرا … جو حال ہی میں ترکی کے قونصل مقرر ہوئے ہیں سب سے کم عمر رکن ہیں اس سے قبل وہ … اور یوگوسلاویا میں قونصل کے عہدہ پر فائز رہ چکے ہیں۔ اب تک مجرد زندگی بسر کر رہے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ ترکی میں مجرد افراد پر ٹیکس عائد نہیں کیا جاتا۔ جیسی کہ ترکیہ میں مجردین پر محصول عائد کرنے کے متعلق بحث … ضرور ہوئی لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ ترکی آبادی ہر سال ۳ فیصدی کی شرح سے بڑھ رہی ہے … ترک … موجودہ وقت گھر کے کاروبار کے علاوہ … ہے وہ اس کو زیادہ سے زیادہ مفید کاموں میں صرف کرتا ہے اس کو زیادہ محصول ادا نہیں کرنا پڑتا اور وہ اپنی حکومت سے مادی امداد حاصل کرتا ہے۔

زراعت: ترکی کی ۸۰ فیصد آبادی کا پیشہ زراعت ہے۔ ملک میں صرف زمیندار ہیں۔ … ہر کسان کو پانچ سال کے لئے اس کی ضرورت کے مطابق زمین دی جاتی ہے اور اس عرصہ میں اس سے کوئی لگان نہیں لیا جاتا اگر وہ مسلسل پانچ سال تک زمین پر کاشت کرتا رہے تو حکومت اس کو زمین کا مالک قرار دیتی ہے اور لگان عائد کرتی ہے۔ زرعی آلات اور دیگر مشینیں کسانوں کو پیشگی دی جاتی ہیں ایک خاص حد تک کسان قدیم زرعی آلات استعمال کرتے ہیں۔

اشیائے خورد و نوش: ترکی اشیائے خورد و نوش کی ضرورت کی تکمیل میں خود مکتفی ہے۔ غلہ ملک کی خاص پیداوار ہے۔ گزشتہ پانچ برس سے چقندر سے شکر بنائی جا رہی ہے حکومت کپڑے کی تیاری میں خود مکتفی بننے کے لئے ایک تجویز پر غور کر رہی ہے۔

تعلیم: ترکی تعلیم میں بڑی سرعت سے ترقی کی ابتدائی تعلیم مفت اور جبری ہے ہر سال مواضعات اور قصبات میں صدہا مدارس قائم کئے جاتے ہیں۔ ثانوی تعلیم میں فرانسیسی انگریزی یا جرمن زبان کو سب سے زیادہ مقبولیت حاصل ہے۔ استنبول میں ایک شاندار جامعہ موجود ہے اور جامعہ انقرہ میں قانون تاریخ جغرافیہ اور سائنس کے شعبہ جات قائم کئے گئے ہیں۔ نیز سیاسیات اور علاج حیوانات کے شعبے بھی … میں کھولے گئے ہیں۔

فوجی تربیت: ہر ترک نوجوان کو کم از کم تین سال تک فوجی تربیت حاصل کرنی پڑتی ہے۔

ہندوؤں اور مسلمانوں کے علمی تعلقات

آج سیاسی اختلافات نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان طرح طرح کے جھگڑے پیدا کر دئے ہیں اور تعجب ہے کہ ان جھگڑوں میں کمی کی بجائے ہر روز اضافہ ہوتا جا رہا ہے جو چیزیں اس نزاع کا باعث ہیں ان میں ایک زبان کا مسئلہ بھی ہے۔ ہندو کہتے ہیں کہ ہندوستان کی قومی زبان ہندی ہے۔ اور اردو چونکہ بدیشی زبان ہے اس لئے اسے بھارت دھرتی میں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ اس کے برعکس بعض مسلمان اس ملک میں ایسی زبان رائج کرنے کے حامی ہیں جو عربی فارسی کے موٹے الفاظ سے اس درجہ ثقیل بن گئی ہے کہ ہندو تو الگ خود مسلمان بھی اسے اچھی طرح نہیں سمجھ سکتے۔ تعصب اور ضد کی اس کھینچا تانی میں بہت سے ہندو نوجوان اردو کو ترک کرتے جا رہے ہیں۔ حالانکہ آج سے صرف چند برس پیشتر ان گھرانوں میں نہایت صاف اردو بولی جاتی تھی۔ اس مختصر سے مضمون میں ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے عہد حکومت میں ہندوستان کی سرکاری زبان اردو نہیں بلکہ فارسی تھی۔ اور اس زبان میں ہندوؤں نے اس قدر ترقی کر لی تھی کہ خود مسلمان فارسی پڑھنے کے لئے ہندوؤں کی شاگردی اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔

ہندوؤں کو فارسی بولنے والی قوموں کے ساتھ محمود غزنوی کے زمانے میں سابقہ پڑا لیکن محمود کے زمانے سے لے کر سکندر لودی تک عام ہندوؤں نے فارسی سیکھنے کی کوشش نہیں کی۔ سرکاری دفتروں کی زبان چونکہ فارسی تھی۔ اس لئے ہندو فارسی سے ناواقف ہونے کی وجہ سے سرکاری ملازمت میں شامل نہیں ہو سکتے تھے سکندر لودی نے اس طرف توجہ کی اور کثرت کے ساتھ ہندوؤں کو فارسی کی تعلیم دینا شروع کی۔ چنانچہ قلیل مدت میں بہت سے اسلامی علوم حاصل کر کے فاضل وقت بن گئے۔ اور شاہی دربار میں وظائف پانے لگے۔ بعض نے شعر و سخن کو جو اس زمانے میں تعلیم یافتہ نوجوانوں کا عام شیوہ تھا، اپنا مشغلہ بنایا۔ ان میں سے پنڈت ڈونگر مل نے شعر گوئی میں خاص ملکہ حاصل کیا تھا۔

اس کے بعد سوری خاندان کے امراء و سلاطین نے ہندوؤں کی تعلیم و تربیت کا بہترین انتظام کیا۔ شیر شاہ کے دربار میں ہندو پنڈتوں کا ایک ہجوم ہر وقت موجود رہتا تھا۔ کشمیر میں سلطان زین العابدین نے قدیم ہندو لٹریچر کی اشاعت اور ہندوؤں کی تعلیم میں اپنی عمر کا ایک بیشتر حصہ صرف کیا۔ اس کے دربار میں سوم [illegible] اپنے وقت کے ماہرین شعر کہے جاتے تھے جو عربی فارسی اور سنسکرت سے بخوبی واقف تھے اور [illegible] شاہنامہ فردوسی کا حافظ تھا۔ اس کے عہد میں ایک ہندو نے راج ترنگنی کے نام سے گزشتہ شاہان کشمیر کی تاریخ لکھی جس کا فارسی ترجمہ شاہ محمد کشمیری نے اکبر کے وقت میں کیا۔ شری بٹ دربار کا نامور طبیب تھا جو یونانی طرز علاج سے بخوبی واقف تھا۔ نیز بادشاہ کی کوشش سے مہابھارت کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا گیا اور کثرت کے ساتھ ملک میں اس کی اشاعت کا اہتمام کیا گیا۔ شاہان مغلیہ نے ہندوؤں کی تعلیم و تربیت میں بہت کچھ کوششیں کیں اور ارباب علم کی قدر افزائی کی۔

اکبر کے دربار میں ہندو اور مسلمان عالموں کا ہر وقت ایک مجمع لگا رہتا تھا۔ کتابوں کی تصنیف و تالیف اور ترجمہ کرانے کا اسے بڑا شوق تھا چنانچہ اس غرض سے تصنیف و تراجم کا ایک مستقل شعبہ قائم ہوا اور ہندوستان کے علم دوست پنڈتوں اور عالموں کا انتخاب کیا گیا۔ ملا عبدالقادر بدایونی، فیضی، ابراہیم، [illegible] خاں گجراتی، فیض خاں اور ہندو ماہرین فن نے ترجمہ و تالیف کے کام کو نہایت کامیابی کے ساتھ انجام دیا۔ ابوالفضل نے آئین اکبری میں دربار کے تیس ہندو پنڈتوں کا نام لیا ہے جن میں بیتا چارج، کاشی ناتھ، گوپی ناتھ، اور بابا بلاس بہ نسبت اوروں کے ممتاز تر تھے۔ یہ اشخاص ہندو علوم کے علاوہ اسلامی ادب میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔ جہانگیر کے دربار میں طالب آملی کے پہلو بہ پہلو بیتا چارج بنارسی بہروپ شناسی اور جنگ [illegible] نجوم کی بڑی قدر کی جاتی تھی۔

شاہجہاں کے زمانے میں جگن ناتھ کا دربار کے بہترین پنڈتوں میں شمار تھا۔ اسی طرح چندر بھان نامی ایک شخص دربار عالمگیری کا ملک الشعراء اور عربی فارسی کا متبحر عالم تھا شعراء اور ملک کے مشہور ارباب علم کے تذکرے آج فارسی اور اردو زبان میں کثرت سے موجود ہیں ان میں ہزاروں ایسے ہندو پنڈتوں کے نام آتے ہیں جو اپنے وقت کے مشہور انشاء پرداز اور فارسی کے بے مثل شاعر تھے۔ [illegible] آئین اکبری میں لکھا ہے کہ اٹھارویں صدی کے ختم ہوتے ہوتے ہندو فارسی زبان میں مسلمانوں کے استاد بن گئے تھے۔ اگرچہ یہ قول صورت حالات پر پوری طرح صادق نہیں آتا تاہم یہ صحیح ہے کہ ۱۸۵۷ء تک ہندوؤں میں فارسی کا بہت چرچا رہا۔

اکبر کے زمانے میں ہندوستان میں جگہ جگہ مدرسے قائم ہوئے اور یہ سلسلہ سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد جاری رہا۔ ان مدرسوں میں ہندو اور مسلمان طالب علم ایک ہی چھت کے نیچے ایک ہی معلم سے تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔ ایسے مدرسے علاوہ بعض اوقات کسی تعلیم یافتہ فرد کے ذاتی مکان میں اور بعض اوقات مسجدوں میں قائم ہوتے تھے۔ ہندوؤں نے جب فارسی پڑھنی شروع کی تو وہ اپنے ہم عمروں کے ساتھ مساجد میں تعلیم حاصل کرنے سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ چندر بھان برہمن نے خود اپنے تذکرے میں مکتب [illegible]

دوسرا حکیم چند عدت ایک دوسرے کے مخلص دوست تھے اور دونوں میاں محمد عادل سے اخلاق ناصری پڑھا کرتے تھے۔ چندر بھان برہمن اپنے فرزند خواجہ تیج بھان کو ایک خط میں گلستان، بوستان، اخلاق جلالی، اور اخلاق ناصری کے پڑھنے کی سفارش کرتا ہے۔

اگرچہ ہندوؤں میں عربی تعلیم کا رواج کم تھا مگر بعض ہندو طالب علم عربی بھی سیکھا کرتے تھے جیسا کہ [illegible] تحریر اقلیدس اور دوسری کتابوں کو نہایت شوق سے [illegible] ازبر کیا تھا [illegible] منطق اور فلسفے کا بہت بڑا عالم تھا۔ دیوان [illegible] رتن سنگھ زخمی، منشی [illegible] لال نے فلسفہ اور طب میں نام پیدا کیا تھا۔ اس دور میں اکثر ہندوؤں نے معلمی کا پیشہ اختیار کیا تھا اور ہندو اور مسلمان یکجہتی اور محبت کے ساتھ ان سے علم حاصل کیا کرتے تھے۔ مالک رام [illegible] ایک مشہور معلم تھے جن کے سامنے ہندو مسلمان طالب علم پڑھا کرتے تھے۔ مولانا [illegible] مرحوم کے استاد فارسی منشی [illegible] لال تھے اور راجہ سرب سنگھ دیوانہ میر جعفر علی حسرت کے استاد تھے اور حسرت مصحفی جرأت لکھنوی کے استاد تھے۔

سراج الدین علی خان آرزو کے شاگردوں میں مالکند مشہور پنڈت بہے کرشن عشرت، [illegible] رام مخلص، بندرابن داس خوشگو اور ٹیک چند بہار شامل ہیں۔ ٹیک چند بہار نے ایک جامع لغت لکھا ہے جو فارسی زبان کا سب سے بڑا اور مستند لغت ہے۔

خان آرزو اپنے تذکرے میں ہندو شاگردوں کا ذکر کرتے ہوئے نہایت محبت، شفقت اور خلوص کا اظہار کرتے ہیں۔ سکھوں کے عہد میں پنجاب میں موہن لال [illegible] ایک بہت بڑے فاضل تھے جنہوں نے تحقیقات چشتی کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ اکثر ہندوستان کے شاگرد تھے۔ دیوان [illegible] مصنف ظفر نامہ رنجیت سنگھ ان کا شاگرد تھا۔ ساون مل بیدار، سرب سنگھ دیوانہ [illegible] مرزا مظہر جان جاناں کے شاگرد تھے۔

ہندو اور مسلمان شاگرد اپنے استاد سے بے حد عقیدت رکھتے تھے۔ اور استادی میں مذہب و ملت کا تعلق کوئی اختلاف نہیں تھا۔ بندرابن داس خوشگو جیسا [illegible] نام لیتا ہے "خان صاحب قبلہ نیاز مندی" کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ جینی ورنگ آبادی جیسا [illegible] اپنے استاد [illegible] بلگرامی کا ذکر کرتا ہے تو "میر صاحب قبلہ" "پیر و مرشد" "قبلہ و کعبہ" [illegible] لکھتا ہے۔ غرض کہ آج ہندوستان کی دو بڑی قوموں میں جو کشیدگی اور کدورت پائی جاتی ہے اس کا وجود پہلے کسی صورت نہیں تھا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے مدارس [illegible] جا بجا تھے جو سب کی تعلیم گاہ ہوا کرتے تھے۔ معاشرتی حالات میں ہندو مسلمانوں کی [illegible] ایک اخوت تھی۔ برادرانہ تعلقات تھے [illegible] محبت کا دور دورہ تھا۔ (ہمایوں)

مجلس مصالحت قرضہ کی کارگزاری

سنہ ۱۳۴۵ف کی رپورٹ

ممالک محروسہ سرکار عالی میں زرعی قرضداری کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے جو تدابیر اختیار کی گئی ہیں ان کو اطمینان بخش کامیابی ہو رہی ہے اور مجلس مصالحت قرضہ کی سالانہ رپورٹ بابت سنہ ۱۳۴۵ف میں اس چیز کو خاص طور واضح کیا گیا ہے۔ سنہ ۱۳۳۶ف و سنہ ۱۳۴۲ف کے وسط میں اضلاع ورنگل، آباد، عثمان آباد اور گلبرگہ کے نو تعلقوں میں نو مجالس قائم کی گئی تھیں ان مجالس کو شاندار کامیابی ہوئی جس کی بناء پر آئندہ دو سال اضلاع رائچور، نظام آباد و میدک کے تمام تعلقوں میں مزید سترہ مجالس قائم کی گئیں۔ لیکن کچھ عرصہ بعد کافی کام نہ ہونے کی وجہ سے دس مجالس مسدود کر دی گئیں اور اس طرح سنہ ۱۳۴۵ف کے آغاز پر جملہ سولہ مجالس برسر کار تھیں۔

سنہ ۱۳۴۵ف میں مجالس کی کارگزاری

آغاز سال پر جملہ (۳۰۲۱) مقدمات رقمی (۹۳،۰) لاکھ روپے زیر سماعت تھے نئے سال کے دوران میں مزید (۱۴۰۳) مقدمات رقمی (۲۰،۷۱) لاکھ روپے رجوع ہوئے۔ اس طرح جملہ تصفیہ شدنی مقدمات رقمی (۳۹۰۲) لاکھ روپے کی تعداد (۴۳۵۹) تک پہنچ گئی۔ جن جملہ (۲۹) مقدمات رقمی (۱۰،۱۳) لاکھ روپے اور (۵۵۰) مقدمات رقمی (۳۰،۰) لاکھ روپے کا اخراج بوجہ عدم اختیار و عدم رضامندی فریقین تحت دفعات (۸) و (۲۱) قانون مصالحت قرضہ عمل میں لایا گیا۔ اور بقیہ (۳۰۱۳) مقدمات کی (۲۱۰۹) لاکھ روپے میں سے (۹۰۰) مقدمات رقمی (۱۰،۰) لاکھ روپے کا تصفیہ (۷۹۰،۰) لاکھ روپے پر کیا گیا۔ اس طرح (۳۳۰،۰) لاکھ روپے یعنی رقم مطالبہ کی (۲۹) فی صد تخفیف ہو گئی۔

قرض خواہوں کا قصور

(۲۱۳) مقدمات رقمی (۲۲۲،۰) لاکھ روپے قانون مصالحت قرضہ کی دفعہ (۱۰) ضمن (۲) کے تحت واپس قرار دیئے گئے کیونکہ جب مجالس نے مطالبات طلب کئے تو قرض خواہ اس کی تکمیل نہ کر سکے۔ اس طرح مصالحت شدہ مقدمات کی طلب کردہ رقم (۲۱۶۹) لاکھ روپے کا تصفیہ (۹۹۰) لاکھ روپے پر ہوا اور اصل کے مقابلہ میں (۴۳) فی صد تخفیف عمل میں آئی۔

مصالحت کا طریقہ

مصالحت شدہ رقم (۹۹،۰) لاکھ روپے کے منجملہ مبلغ دس ہزار روپے نقد ادا کئے گئے اور مبلغ (۵۳،۲۱۲) روپیوں کی کل ادائی عارضی انتقال اراضی کے ذریعہ کی گئی جس کی اوسط مدت (۱۲) سال ہے۔ اس طرح (۵،۲۲) ایکڑ اراضی محاصل (۲۴۰۵) روپیوں کا عارضی انتقال عمل میں آیا۔ اس کے علاوہ مبلغ اٹھارہ ہزار روپے اراضی مالگزاری (۲۴۱) ایکڑ محاصل (۲۰۱) روپے واقع طور پر قرض خواہوں کے حق میں منتقل کی گئی اور بقیہ رقم مبلغ (۵۰،۰۶) لاکھ روپیوں کی ادائی کے بارے میں مجالس نے قرض خواہوں کو ترغیب دی کہ وہ اقساط قبول کریں۔

عدم وصولی اقساط

مجالس مصالحت قرضہ کی مقرر کی ہوئی قسطوں کی عدم وصولی کی نسبت قرض خواہوں نے (۹۸) درخواستیں اول تعلقداران صاحبان کے پاس پیش کیں جن کے منجملہ (۲۱) مقدمات میں اقساط فوری وصول کرا دی گئیں اور (۷۶) مقدمات میں ادائی کے لئے احکام اجراء کئے گئے۔ صرف ایک درخواست مدت ختم ہو جانے کے باعث مسترد کر دی گئی۔

ضدی قرض خواہ

مجالس نے تحت دفعہ (۲۲) ضمن (۱) (۳۴۹) مقدمات رقمی (۳۰،۰۲۳) روپے میں صداقت نامے جاری کئے کیونکہ مجالس کی تجویز کردہ اقساط کو قبول کرنے میں قرض خواہوں نے غیر مصالحانہ رویہ اختیار کیا تھا۔ ان صداقت ناموں کا یہ اثر ہوگا کہ اگر کوئی قرض خواہ کسی قرض دار کے خلاف عدالت دیوانی میں دعویٰ دائر کرے تو اس کو صداقت نامہ کی رو سے نہ مصارف مل سکیں گے اور نہ واجب الوصول رقم پر (۶) فی صد سالانہ سے زائد سود دیا جا سکے گا۔

گزشتہ حالات

سنہ ۱۳۴۵ف کے اختتام پر مجالس مصالحت قرضہ کو کام کرتے ہوئے تین سال چار مہینے ہو چکے تھے۔ اس تمام مدت میں جملہ (۸۰۱۵) مقدمات رقمی (۶۵۱،۸۷) لاکھ روپے مصالحت کے لئے دائر کئے گئے۔ جن میں سے (۲۲۰۰) مقدمات رقمی (۹۰۱،۲۳) لاکھ روپے کا تصفیہ (۵۳،۹۱) لاکھ روپے پر ہوا یعنی (۲۳۰۳) فی صد تخفیف حاصل کی گئی۔ بقیہ مقدمات میں سے (۲۲۹۴) مقدمات رقمی (۲۴۹،۰۰) لاکھ روپے مسترد کر دئے گئے اور باقی ماندہ زیر تصفیہ تھے۔

ممالک محروسہ کے شہر و قصبات

۳۵ فی صد آبادی کا اضافہ

ممالک محروسہ سرکار عالی میں دیہی آبادی کی شہروں میں منتقلی کی رفتار درحقیقت اتنی تیز نہیں ہے جتنی کہ عام طور پر خیال کی جاتی ہے چنانچہ ناظم صاحب محکمہ مردم شماری نے گزشتہ سال کی مردم شماری کو پیش نظر رکھتے ہوئے شہری آبادی کے متعلق جو یادداشت شائع کی ہے اس سے بھی اس امر کی پوری صراحت ہوتی ہے۔ ناظم صاحب نے اپنی یادداشت میں لکھا ہے کہ ہندوستان کے دوسرے حصوں کی طرح ممالک محروسہ سرکار عالی میں بھی شہرسازی کی رفتار اتنی تیز اور جاذب توجہ نہیں ہے جتنی کہ مغربی ممالک میں ہے۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں شہری آبادی کل آبادی کا (۹۰۳) فی صد تھی اور سنہ ۱۹۳۱ء میں شہری آبادی اضافہ ہو کر (۱۳،۶۶) فی صد ہو گئی۔ تاہم گزشتہ دس سال کے عرصہ میں شہری آبادی میں (۳۰،۱) فی صد سے کچھ زیادہ اضافہ کا اندراج ہوا ہے۔ سنہ ۱۹۳۱ء میں شہری آبادی (۱۶،۹۹،۸۱) تھی جو سنہ ۱۹۴۱ء میں (۲۲،۹۳،۰۰۱) ہو گئی۔

نئے شہر

لیکن ممالک محروسہ کے شہروں اور قصبوں کی مجموعی تعداد میں اسی تناسب سے اضافہ نہیں ہوا کیونکہ حالیہ مردم شماری کے مطابق ان کی تعداد (۱۳۸) ہے اور سنہ ۱۹۳۱ء میں یہ تعداد (۱۳۳) تھی۔ پرانی فہرست میں سے پچیس پرانے قصبات کے نام خارج کئے گئے اور تیس نئے قصبات کے نام شامل ہوئے۔ اس ضمن میں ناظم صاحب مردم شماری نے لکھا ہے کہ سابقہ تجربہ اضافہ کا لحاظ کرتے ہوئے یہ توقع تھی کہ (۱۰) نئے مقامات قصبات کا درجہ حاصل کریں گے۔ چنانچہ سنہ ۱۹۴۱ء کی فہرست قصبات میں عارضی طور سے (۱۴) مقامات شامل کر لئے گئے۔ ان شہروں کی آبادی سنہ ۱۹۲۱ء سے (۵۰۰۰) کی مردم شماری کے مطابق شمار کی گئی تھی۔ یہ مردم شماری ایک ہی شب میں ہوئی تھی اور اس میں غیر مستقل آبادی بھی شامل تھی۔ اس کے برعکس حالیہ مردم شماری میں آبادی شمار کرنے کا عمل ایک ہفتہ سے زیادہ جاری رہا اور یہ مردم شماری مستقل آبادی تک محدود رہی۔ اس ضمن میں یہ بھی تصفیہ کیا گیا کہ بلدی خصوصیات رکھنے کے علاوہ کسی مقام کو صرف اس صورت میں قصبہ کا درجہ دیا جائے کہ اس کی آبادی پانچ ہزار نفوس سے کم نہ ہو چنانچہ جب آبادی کا قطعی تعین ہو گیا تو قصبات کی پرانی فہرست میں سے (۲۵) ناموں کو خارج کرنا پڑا اور عارضی طور سے جو (۲۱) نام شامل کئے گئے تھے ان میں (۹) مقامات متوقع معیار تک نہ پہنچ سکے اور ان کی جگہ دوسرے مقامات نے لے لی تھی۔ اس طرح سنہ ۱۹۳۱ء کی فہرست میں (۲۵) قصبات کے اخراج کر کے (۳۰) نئے نام فہرست میں شامل کئے گئے اور بحیثیت مجموعی پانچ نئے قصبات کا اضافہ ہوا۔ شہروں اور قصبات کی مجموعی تعداد (۱۳۸) ہو گئی۔ جس میں چار شہر بھی شامل ہیں شہروں کی تعداد وہی رہی جو گزشتہ مردم شماری میں تھی یعنی چار شہر

موجودہ آبادی (۹۹۵۰۴۳۷) ورنگل کی آبادی (۹۲۰۰۰) گلبرگہ کی آبادی (۳۵۵۰۰) اور اورنگ آباد کی آبادی (۳۰،۹۲۰۰)

جالنہ کو سبقت حاصل ہے

ممالک محروسہ کے چھوٹے شہروں میں جالنہ کو سبقت حاصل ہے۔ جس کی آبادی (۶۲) ۳۸۰۹ نفوس ہے۔ اس کے بعد نانڈیڑ کا درجہ ہے اور پھر رائچور اور نظام آباد کا جن کی آبادی علی الترتیب (۳۶۲۰۹) (۲۶۰۷) ۳۳۹۷ و (۲۷۰۴۰) نفوس ہے۔ ان کے علاوہ تین اور چھوٹے

باقی صفحہ نمبر (۱۱) پر ملاحظہ ہو

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

ڈاکٹر شیام پرشاد مکرجی صدر ہندو مہا سبھا جو دہلی تشریف لے گئے تھے تاکہ حکومت انہیں مہاتما گاندھی اور دیگر کانگریسی لیڈروں سے ملنے کا موقع دے، آج کلکتہ واپس ہو گئے۔ (اسوسی ایٹیڈ پریس)

ہمیں اطلاع ملی ہے کہ حکومت ہند نے انہیں یہ کہہ کر ٹال دیا

جلاد سے ڈرتے ہیں نہ واعظ سے جھگڑتے
ہم سمجھے ہوئے ہیں اسے جس بھیس میں جو آئے

سکندرآباد میں مزید ہنگامی خندقیں۔ (ایک سرخی)

معلوم ہوتا ہے کہ "ہنگامی خندقوں" کی اصطلاح ادارہ ادبیات اردو کی جدید اردو انسائیکلوپیڈیا سے لی گئی ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ کل ہند ہندو مہا سبھا نے ایک ذیلی کمیٹی قائم کی ہے جو ہندوستانی ریاستوں کے ہندوؤں کے حقوق اور مفادات کی حفاظت و ترقی کے لئے ایک کل ہند ریاستی ہندو مہا سبھا قائم کرے گی۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ کمیٹی بھوپال، گوالیار، اندور، اوڈے پور، جودھپور، اور حیدرآباد کے نمائندوں پر مشتمل ہوگی۔ مسٹر بی۔ پی۔ سکسینہ معتمد ہندو مہا منڈل کو کمیٹی مذکور میں مملکت حیدرآباد کی نمائندگی کرنے کے لئے نامزد کیا گیا ہے۔ (یونائیٹڈ پریس)

ہم اسٹیٹس مسلم لیگ کی جانب سے کل ہند ریاستی ہندو مہا سبھا کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

مرکزی اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر این۔ ایم۔ جوشی نے کہا کہ:

"حکومت نے کانگریسی لیڈروں کو گرفتار کرکے اپنی گڑی پٹے چوٹی"

بعض لوگوں کو خیال ہے کہ کانگریسی لیڈروں نے ملک میں ہڑبونگ مچا کر ملک کے امن پر مشین گن چلائی۔ اس کا تصفیہ کہ ان دونوں میں کون ذمہ دار ہیں میدان حشر ہی میں ہو سکے گا۔

وائے گر میرا ترا انصاف محشر میں نہ ہو
اب تلک تو یہ توقع ہے کہ واں ہو جائیگا

اخراجات نظم و نسق میں کمی کرنے کی تجاویز حکومت کے پیش نظر ہیں۔ (ایک خبر)

شاید اسی مقصد کے تحت اعلیٰ عہدہ داروں کی مدت ملازمت میں توسیع دی جا رہی ہے اور وظیفہ یاب عہدہ داروں

کرنٹی جائدادوں پر مامور کیا جا رہا ہے۔ نوجوان زندہ باد

اسٹیٹس پیپلز کانفرنس کے سابق صدر مسٹر جمناداس مہتا نے ۱۷ ستمبر کو مرکزی اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ "کانگریس نے یہ فرض کر لیا ہے کہ اسی کو حب وطن کا ٹھیکہ ملا ہے۔"

ہندوستان کا تخلیہ کردو کے نعرہ کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"یہ مطالبہ مثبت طور پر شرارت آمیز اور ہندوستان پر حملہ کرنے کے لئے جاپان کو ایک کھلی دعوت ہے۔"

بدقسمتی سے اسٹیٹس پیپلز کانفرنس کے موجودہ صدر پنڈت جواہر لال نہرو اس وقت آزاد نہیں ہیں ورنہ وہ ضرور اس کا جواب دیتے۔ ہم صرف یہ عرض کر سکتے ہیں:

"بن گیا رقیب آخر تھا جو راز داں اپنا"

معلوم ہوا ہے کہ وائسرائے نے ہندو مہا سبھا کی کمیٹی کی حالیہ درخواست کو مسترد کر دیا کہ اسے مہاتما گاندھی اور دوسرے زیر حراست کانگریسی لیڈروں سے سیاسی صورت حال پر گفتگو کرنے کی اجازت دی جائے۔

(اسوسی ایٹیڈ پریس)

اس وقت بھی مہا سبھا کا جادو نہ چل سکا۔ کون نہیں جانتا کہ کانگریس اور ہندو مہا سبھا ایک روح اور دو قالب ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کارروائی بھی مہاتما گاندھی کے پروگرام کا ایک جزو تھی۔

انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی
انہی کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی

اس وقت بھی مقامی صحافت اور عوام کی زبانوں پر "جمعیت المشائخین" کا ذکر پایا جاتا تھا۔ اس میں سے ایک قدیم تھی ایک جدید، ایک رجسٹرڈ تھی اور ایک غیر رجسٹرڈ۔ یہ صورت حال ہمارے لئے تکلیف دہ تھی لیکن ہم سمجھتے تھے کہ چند روز بعد حالات بدل جائیں گے اور ایک ہی گروہ کی یہ مختلف شاخیں اپنے ذوقی اختلافات کو ختم کرکے ایک دوسرے سے مل جائیں گے لیکن ہمیں یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ اب تک ان دونوں جماعتوں نے اپنے اختلافات کو ختم کرنے کی کوشش نہیں کی۔

(صبح دکن)

آپ کو مشائخین سے زیادہ سیاسی لیڈروں پر افسوس کرنا چاہئے۔ جب تک سیاسی لیڈر مشائخین کو آلۂ کار بنانے کی کوشش کرتے رہیں گے مشائخین کی ان دو جماعتوں میں اتحاد کی توقع رکھنا عنقا کی تلاش کرنے کے برابر ہے۔

آنریبل مسٹر اے کے فضل حق وزیر اعظم بنگال قریب میں دہلی جانے کا قصد رکھتے ہیں تاکہ وائسرائے سے مل کر موجودہ تعطل کا ایک موثر حل پیدا کریں۔ (بنگال ویکلی)

معلوم ہوتا ہے کہ بنگال کی ساری سیاسی الجھنیں ختم ہو چکی ہیں اور بنگال کی مسلم لیگ میں بھی انتشار باقی نہیں رہا اس لئے تو شیر بنگال دہلی کا رخ کر رہا ہے۔

آئینی مشاورتی کمیٹیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک معاصر نے مشورہ دیا ہے کہ:

"نسائی مشاورتی مجلس کی ضرورت ہے یوں محسوس کی ہے کہ اصلاحات میں نسوانی مفادات کی حفاظت کی غرض سے اور زیادہ تر عام رواج کو پیش نظر رکھتے ہوئے مقننہ میں دو نشستیں خواتین کے لئے مختص کر دی گئی ہیں۔ ایک طرف تو اس اسلامی مملکت کی مجلس قانون ساز میں مردوں کے ساتھ خواتین کی شرکت ٹھیک نہیں معلوم ہوتی۔ اس کو اپنا کوئی ادارہ مخلوط نہیں کرنا چاہئے۔ دوسرے اتنے زیادہ مردوں میں صرف دو خواتین اپنے مفادات کی کوئی حفاظت کر ہی نہیں سکیں گی جب تک ہندو دوسرے مرد اراکین کو اپنا ہم نوا نہ بنا لیں۔ اس لئے ان کا وجود وہاں کوئی مستقل حیثیت نہیں رکھ سکتا۔ اس لئے ہمارا خیال ہے کہ مقننہ سے خواتین کی نشستیں حذف کرکے ایک نسائی مجلس مشاورت بنائی جائے۔"

ہمیں اس رائے سے اتفاق بھی ہے اور اختلاف بھی۔ ہر ایک آئینی مشاورتی کمیٹی کسی نہ کسی سرکاری محکمہ سے متعلق ہے۔ اگر نسوانی مشاورتی کمیٹی تشکیل دی گئی تو اس کا الحاق کس محکمہ سے کیا جائے گا؟ افسوس ہے کہ حکومت نے کوئی نسوانی محکمہ قائم بھی نہیں کیا۔ اس کے علاوہ مجلس مقننہ میں اتنے مردوں میں دو عورتوں کا بیٹھنا اور وقت پڑنے پر مرد اراکین کو اپنا ہم نوا بنانا خلاف آئین ہوگا۔ مناسب تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے لئے ایک علیحدہ مجلس مقننہ تشکیل دی جائے اور نظم و نسق میں ان کے لئے علیحدہ محکمے بھی قائم کئے جائیں۔ ہماری اس تجویز میں ایک خوبی ضرور ہے کہ اس سے مردوں کا استقلال عورتوں کی مداخلت سے محفوظ رہے گا۔ واجب تھا عرض کیا۔

بیروزگاری اور اس کا انسداد

از
جناب محمد عبد الرحمن سید صاحب صدیقی

بیسویں صدی کی بیش بہیب مصائب میں سے بے روزگاری وہ مصیبت عظمیٰ ہے جس کے اثر سے دنیا کے ہر ملک کا تمدنی اقتصادی اور معاشرتی نظام متزلزل ہے۔ امریکہ کا تمول انگلستان کا تدبر جرمنی کی حکمت عملی فرانس کی معاملہ فہمی جاپان کا فروغ تجارت۔ روس کی اشتراکیت غرض ہر ملک کی تمام تدابیر جزئیات کے اس پیچیدہ مسئلہ کی عقدہ کشائی میں عاجز نظر آتی ہے۔ زمانہ کی علمی اور فنی ترقیوں کے باوجود دنیا کے طول و عرض میں بیروزگاروں کی صف در صف اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

گذشتہ کئی سال سے اس مشکل کا حل دریافت کرنے کے لئے کانفرنسیں طلب کی گئیں کمیٹیاں منعقد ہوئیں تحقیقاتی بورڈ قائم کئے گئے اہل علم اور خطیبان ملت نے با معانی خطبات کے بیشتر حصہ میں بے روزگاری کی المناک داستان سنا کر اس کے خطرے سے قوم کو ڈرایا اور حکومت کو اس کے انسداد کی جانب متوجہ کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا لیکن اصل مسئلہ جو پہلے جس نقطے سے چلا تھا اب تک وہیں ہے چنانچہ یورپ کے اکثر و بیشتر ممالک بے روزگاری سے متعلق جو اعداد آئے دن شائع ہوتے رہتے ہیں ان سے اس دعوے کو ثبوت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

جنگ عظیم کے بعد مغربی ممالک کے تمدنی نظام میں ہمہ گیر انقلاب پیدا ہو گیا۔ جہاں تک اقتصادی حالات کا تعلق ہے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ خصوصیت کے ساتھ صنعتی انقلاب نے معاشی نظام کو یورپ میں بالکل نئے اور جداگانہ اساس پر قائم کر دیا اس لئے یورپ کے تمام بڑے بڑے شہروں اور امریکہ میں بھی بے روزگاری کے سلسلہ میں خاص علمی طبقہ کا کوئی ذکر نہیں بجز صناع اور کارخانے کے مزدوروں کی معیشت و ملازمت کے مسائل سے بحث ہوتی ہے کیونکہ ان ممالک میں صنعتی ترقی اپنی انتہا کو پہنچ گئی ہے اور ہر تعلیم یافتہ کسی نہ کسی صورت میں صناع ضرور ہوتا ہے۔

یورپ میں صنعت کی ترقی نے حیات انسانی کے تقریباً سارے پہلوؤں کو متاثر کر دیا ہے۔ نت نئی ایجادات اور اختراعیں فنی صلاحیت کا ہر فرد کی ساخت کا روبار حیات میں مختلف آلات کا استعمال اور ہر قسم کی مشینوں کا وجود بڑی حد تک شہروں میں بے روزگاری کا باعث بن گیا ہے۔ یہ تمام صنعتی و تجارتی ممالک میں بیروزگاری سے مراد کسی جماعت یا فرد کا بدقسمتی یا اپنی کسی غلطی کے باعث محض تھا ایسے وقت میں بیکار رہنا جب جس کو شعوری یا غیر شعوری طور پر حصول کار کی ضرورت اور احتیاج پائی جائے لیکن کوئی کام دستیاب نہ ہو سکے۔

اسی معیار کے مطابق گذشتہ دس سال کے دوران میں بے روزگاروں کی تعداد انگلستان اور ویلز میں (۱۸۱۹۰۹۹) اسکاٹ لینڈ میں (۲۰۳۰۱۱) آئرلینڈ میں (۲۰۳۳۰۱) فرانس میں (۳۱۴۵۰۳) جرمنی میں (۲۸۰۲۰۵) اور روس میں (۱۵۵۰۵۹) رہی۔

ان بے روزگاروں میں صناع ہر قسم کے کاریگر ہنرمند اور مزدور پیشہ افراد شامل ہیں جن کو کام پر لگانے کے لئے یورپ کے اکثر و بیشتر ممالک میں منظم کوشش شروع کی گئی۔ جنگ عظیم کے بعد تو اس مسئلہ کو مستقل طور پر مجلس اقوام کے سپرد کیا گیا جس نے اپنی تحقیقات کی متعدد رپورٹیں مختلف اوقات میں شائع کیں مقامی حالات کے اعتبار سے انسداد بے روزگاری کے لئے عام طور پر ٹریڈ یونینس۔ لیبر اکسچینج تحصیل معیشت کے مقصد سے تجارتی اور زرعی اداروں کا قیام عمل میں آیا جن کا تعلق براہ راست حکومت سے بہت کم ہوتا ہے۔ عموماً یہ ملکی ادارے ہوتے ہیں اور وسیع پیمانہ پر اپنے فرائض انجام دیتے ہیں اور بوقت ضرورت حکومت سے اعانت کرتے ہیں کارخانوں ملوں اور بڑی بڑی فیکٹریوں میں مزدوروں افراد کو جذب کرنے کے علاوہ فرانس جرمنی روس اور دوسرے مقامات پر فراہمی ملازمین کے ادارے بھی قائم ہیں جو ایسے ملازمین مہیا کرتے ہیں جن کا تعلق صرف گھریلو کام کاج سے ہوتا ہے لیکن یہ مساعی کچھ ایسی مشکور نہیں ہوئیں کہ ان ممالک میں بے روزگاری کا کلیۃً سد باب ہو سکے۔

ہندوستان میں عام طور پر فنی اور علمی دونوں قسم کی بے روزگاری کا وجود پایا جاتا ہے۔ جب اس کے انسداد کا سوال اٹھایا گیا تو مرکزی حکومت ہند نے یہ ذمہ داری اس تصور کی بنا پر اپنے سر لینے سے انکار کر دیا کہ ملک میں بے روزگاری معاشی نظام اور معاشی تعلیم کی خرابی کا سبب ہے اس عذر کے ساتھ اس نے صوبائی حکومتوں کو مقامی حالات کے اعتبار سے انسدادی تدابیر اختیار کرنے کا مشورہ دیا چنانچہ بڑے بڑے صوبوں کا تحقیقاتی کام چند سال قبل شروع ہوا اور اب ان تحقیقات کے نتائج رپورٹ کی صورت میں مدون ہو کر سامنے آ چکے مختلف صوبوں نے اپنی تحقیقاتی رپورٹ میں مروجہ نظام تعلیم کے نقائص کو بے روزگاری کے چند اسباب میں سے ایک سبب تسلیم کیا ہے اور اس میں ایسی ترمیم و اصلاح کی سفارش کی ہے جس کی بنا پر موجودہ نظام تعلیم علمی عناصر کے ساتھ حسن خصوصیات کا بھی حامل ہو سکے اس خصوص میں جو علمی تدابیر کا نفاذ عمل میں نہیں آیا وہ کوئی مستقل صورت

سکے اور تفاوع میں اختیار نہیں کی گئی۔

ممالک محروسہ سرکار عالی میں خدا کا شکر ہے کہ مسئلہ بے روزگاری کی وہ تشویشناک صورت حال نہیں ہے جو ہند اور بیرون ہند میں پائی جاتی ہے۔ دکن کا ہنرمند اور غیر ہنرمند طبقہ محنت اور جفاکشی کا عادی ہے اور بہر حال قوت لایموت اور اشیاء مایحتاج مہیا کر لیتے پڑتا ہے اور اجتماعی حیثیت سے ملک کے اس طبقہ پر بے روزگاری کے اثرات کو اب تک محسوس نہیں کیا گیا۔ البتہ جس مسئلہ نے گذشتہ دس پندرہ سال کے عرصہ میں حکومت اور دیگر ارباب فکر کو اپنی جانب متوجہ کر لیا ہے وہ صرف تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے معیشت کی فراہمی کا مسئلہ ہے۔

اس باب میں کوئی طویل بحث کرنے سے قبل "تعلیم یافتہ" کی اصطلاح اور اس کے مفہوم کو متعین کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے متحدہ اور صوبہ پنجاب کی کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں مڈل اور ناکیولر کے امتحان کو معیار قرار دیا ہے کہ جو کوئی طالب علم یہ امتحان کامیاب کرے تعلیم یافتہ متصور ہوگا اور اسی مفروضہ کی بنیاد پر وہاں تعلیم یافتہ بیروزگاروں کے اعداد مرتب کئے گئے ہیں لیکن زمانہ حاضرہ کے ترقی پذیر دور میں یہ معیار علم کچھ زیادہ مستند ثابت نہیں ہوا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مفہوم کو زیادہ وسیع کیا جائے تاکہ صحیح معنوں میں معیاری تعلیم اور معمولی نوشت و خواند میں امتیاز کیا جا سکے۔ چونکہ ہم کو اس وقت علم کی اس مخصوص افادیت سے بحث ہے جس کے ذریعہ دولت آفرینی کے اسباب میں اضافہ ہوا ہے اس لئے علم معیشت کا وہ متعین کردہ اصول قابل ذکر ہے جس کی رو سے صرف وہی شخص تعلیم یافتہ کہلایا جا سکتا ہے جس کا معیار زندگی عام افراد کے معیار زندگی سے بلند ہو۔ پیدائش دولت کے اسباب معیار زندگی کے نہ صرف متناسب بلکہ بلند تر ہو اور وہ اتنی دولت پیدا کر سکے کہ اپنے مقررہ معیار کو نباہ سکے اور اپنے متعلقین اور لواحقین کا فراغت کے ساتھ کفیل ہو سکے۔

حیدرآباد میں جامعہ عثمانیہ کے قیام اور اس کے ذریعہ اعلیٰ تعلیم کی اشاعت سے فی الحقیقت تعلیم یافتہ افراد کی تعداد میں سال بہ سال اضافہ ہو رہا ہے۔ ملک کے نوجوانوں کا دامن جاذب علم کی نعمتوں سے مالا مال ہو رہا ہے ان کے ذہن اور دماغ میں زندگی کے اعلیٰ اور معیاری تصورات پرورش تو ضرور پا رہے ہیں لیکن تعلیم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد معیشت کا واحد ذریعہ جن کا وہ تصور کر سکتے ہیں ملازمت کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ مناسب اور موزوں ملازمت کی تلاش و جستجو کے دوران میں عموماً انتظار کا دور یا بیکاری میں گذر جاتا ہے اور معیشت کی کوئی دوسری راہ ان کے شایان شان نہیں ملتی اس لئے اس کے اختیار کرنے میں تامل ہوتا ہے۔ یہی وہ صورت حال ہے جس سے حالی مرحوم کے اس شعر کی صداقت کا ثبوت ملتا ہے۔

نہ پڑھتے تو سو طرح کھاتے کما کر
وہ کھوئے گئے الٹے تعلیم پا کر

تعلیم یافتہ افراد کا دھیان ملی ایک طرف اصل

حصول میں بہت قوی اور دشوار گزار ہے تو دوسری طرف یہ دشواری ہے کہ سرکاری محکموں کا دائرہ ملازمت اس قدر وسیع نہیں کہ سال بہ سال تمام تعلیم یافتہ افراد بشمول ان ملازمت کو سرکاری محکمہ جات یا دوسرے اداروں کی موزوں ملازمتوں پر جذب کیا جا سکے۔ حکومت کی اس مجبوری کا اعتراف کرنے کے باوجود بیسوں گریجویٹ تشنۂ مقصود مستقل تنخواہ والی اچھی ملازمت بے شمار اور کچھ نہیں۔ مقامی جامعات کے طلبہ میں یہ اصول عقیدہ مشترک کے طور پر پایا جاتا ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ ڈگری محض اس لئے حاصل کی جائے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ عہدہ حاصل ہو سکے۔ اس تمنا اور آرزو کے مضرات بہت طویل اور خوش آئند ضرور ہیں لیکن سوئے اتفاق سے جب اس میں ناکامی ہوتی ہے تو حصول ملازمت میں طلبسائنس کا نصب العین درجہ بدرجہ اور منزل بہ منزل ادنیٰ خدمتوں پر آ کر ٹھیر جاتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ زمانہ کی ترقیوں نے مسابقت کی منزل کو بہت کٹھن بنا دیا ہے حیات کی اس شدید کشمکش کے باعث ضرورت اس امر کی تھی کہ تعلیم یافتہ طبقہ اپنی انتھک مساعی سے روزگار کا کوئی ایسا ذریعہ اختیار کرتا جو صرف انفرادی حیثیت سے روٹی کا سوال حل کر سکے بلکہ ملک کا معاشی اور اقتصادی معیار بلند ہو جائے لیکن یہ حقیقت نہایت افسوسناک ہے کہ معاشی زندگی کی صلاح و فلاح میں آگے قدم بڑھانے کے بجائے اس طبقے نے ایک ایسے ذریعہ کو اپنا مقصود اور مطلوب بنا لیا ہے۔ جس میں قوم کی اجتماعی کامرانیوں کا کوئی امکان نہیں پایا جاتا۔ اس عمل بدیا ئی کا ہاں اعتراف نہیں، مگر یہ معلوم ہوتا ہے جو اس منزل میں ناکامی کی علت غائی ہے۔

ناکامیوں کا حسرت سبب اپنی کیا بتاؤں
مرے شوق کی بلندی مری ہمتوں کی پستی

جب تک نوجوان جامعہ کی چار دیواری میں ہوتے ہیں ان کے شوق مقاصد اور عزائم کا نصب العین اوج ثریا پر ہوتا ہے لیکن حصول مقصد میں جب ایک ذریعہ ہمارے لئے سازگار نہیں ہوتا تو دیگر ذرائع معیشت کو بھی فراموش کر کے پہلی منزل وہ اپنے حوصلوں کو پست اور ہمت کو شکست پاتے ہیں تو اپنے مطمح نظر کو بھی ترک کر دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ تعلیم یافتہ نوجوان اپنے مقدس جذبہ خودداری اور عزت نفس کا بڑی بے رحمی کے ساتھ خون کر دیتے ہیں۔ نہ معلوم دامن علم پر خون ناحق کے یہ قطرے کب تک وابستگان علم کے لئے رسوائی کے رہیں گے اور اس تمنا کی پاداش میں آنے والی نسلیں کتنے طویل عرصہ تک ہمارے نام پر تبرا کیا کریں گی۔

لیکن ملک میں تعلیم یافتہ بے روزگاری کا تنہا سبب نہیں بلکہ ہمارے ملک کا تعلیمی نظام ہمارا معاشرہ یا سماجی روایات بھی اس میں برابر کی شریک ہیں کم سنی ہی سے ہم ایسے ماحول میں زندگی بسر کرنے کے عادی بنا دیئے جاتے ہیں جو ہمارے لئے بہت ہی رنگین مستقبل کے سبز باغ دکھاتا ہے ہم اپنے اطراف کی زندگی کے پرتکلف مظاہروں سے متاثر ہو کر جن میں مکان، سواری اور دیگر اشیاء کی فراہمی میں ہمارے اسلاف کو بجا طور پر شاہ خرچی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے سادہ طرز معاشرت اور طرز فکر کا نظریہ ہماری نوجوان

منطبق نہیں ہو سکتا۔ شادی بیاہ اور دوسری سماجی تقاریب ہماری ثروت اور ہمارے سرمایہ کا کثیر حصہ خرچ ہوتی ہیں اور ہو رہی ہیں۔

ملک کے اہل ثروت کو اجتماعی زندگی کی ترقی کا بہت کم خیال ہے دولت کی غیر مساوی تقسیم نے انسانی افراد کو جو در اصل ایک ہی وحدت ہیں مختلف طبقات میں بانٹ دیا ہے۔ مروجہ نظام تعلیم میں صنعتی عناصر کے فقدان نیز کاروبار کی قلت اور کارخانوں کی عدم موجودگی نے اب تو ہنرمند اور بے ہنر تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ طبقہ میں معاشی بے چینی پیدا کر دی ہے۔

ممالک محروسہ سرکار عالی میں ملک کے اہم مسئلہ پر غور و خوض کرنے کے لئے اب تک کسی پبلک ادارے کا قیام عمل میں نہیں آیا۔ اگر کوئی پبلک ادارہ اپنے مقاصد اور دائرۂ عمل کو معین کر کے انسداد بے روزگاری کے مناسب اور آزمودہ طریقے اختیار کرے تو اس ملک کی ایک اہم خدمت سرانجام پا سکتی ہے۔

ملک میں اگر مختلف ذرائع معیشت کی تلاش و جستجو کی جائے صنعتی ماحول پیدا کیا جائے سرکاری ملازمتوں کے علاوہ امدادی اور خانگی اداروں کارخانوں اور صرف خاص مبارک پائیگاہ اور جاگیرات کے دفاتر میں امیدواروں کو جذب کرنے کی کوشش کی جائے تو تعلیم یافتہ بے روزگاری کا ایک قلیل مدت میں انسداد عمل میں آ سکتا ہے۔ سرکاری ملازمتوں کی جانب عام میلان کی دیگر سہولتوں کے قطع نظر ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مروجہ قانون کے مطابق (۵۵) سالہ مدت ملازمت کے بعد ملازم سرکاری کو حسن خدمت کا وظیفہ مل جاتا ہے اور وظیفہ یاب کی زندگی کے باقی دن اطمینان کے ساتھ بسر ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ سہولت اب نا سنی ہو چکی ہے۔ حالات میں بڑا تغیر پیدا ہو گیا ہے (۵۵) سالہ مدت ملازمت کی تعیین کا مسئلہ اس وقت حکومت کے پیش نظر ہے اور موجودہ نسل کی عمروں کا اوسط قدرتاً ۴۰ سال اور (۵۵) سال سے بڑھنے نہیں پاتا اس لئے (۵۵) سالہ عمر کو پہنچ کر حصول وظیفہ کی تمنا خام خیالی ہے۔

سرکاری ملازمت کے انتظار میں بے روزگاری کا شکار ہونے والوں میں اس خیال کی وسعت کے ساتھ اشاعت کی جائے تو ایک حقیقت کی تلقین ہوگی اور نوجوانوں کی معاشی زندگی کو ایک بہت بڑے خطرہ سے بچایا جا سکے گا۔

نظام ساگر کے تحت اور دوسرے اضلاع کی وسیع رقبہ اراضی اپنے دامن میں زرعی پیداوار کے لاتناہی خزانے لئے ہوئے محنتی اور جفاکش ماہرین فن زراعت کا انتظار کر رہا ہے۔ اگر معیشت کے اس اہم ترین ذریعہ سے تغافل برتا جائے تو کفران نعمت ہوگا اس لئے موزوں رقبہ جات اراضی پر تعلیم یافتہ نوجوانوں کی آبادی کا مسئلہ غور و فکر کی منزل سے نکل کر عملی اقدام ہو جائے تو تعلیم یافتہ افراد کی ایک کثیر تعداد اس وسیع ذریعہ معیشت کو قبول کر کے تلاش ملازمت کی صبر آزما دقتوں سے نجات پا سکتی ہے۔

ضرورت ہے کہ ملک میں صنعتی اور تجارتی ماحول پیدا کیا جائے تاکہ ذرائع معیشت میں اضافہ ہو سکے۔ ثانوی جماعتوں میں صنعتی تعلیم اور صنعتی کارخانوں میں تربیت قائم کیا جائے اطمینان بخش نتائج کے حصول کا امکان نہیں ہو سکتا۔ ملک کے متمول اور سرمایہ دار طبقہ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اجتماعی فلاح و بہبود کی خاطر وہ تجارتی پیمانہ پر ملک کی معاشی ارتقاء کی جانب متوجہ ہوں۔ آج تعلیم یافتہ بے روزگاری عام ہے تو کل صنعتی بے روزگاری سے دوچار ہونے کا اندیشہ ہے۔

انہی پیش پا افتادہ حقائق کو پیش نظر رکھ کر جو کچھ حکومت انسداد بے روزگاری کی موثر تدابیر اختیار کر رہی ہے یہ بہت بڑی فروگذاشت ہوگی اگر اس موقعہ پر ان تدابیر کا ذکر نہ کیا جائے جو حکومت آصفیہ نے بے روزگاری کے ارتفاع کے لئے اختیار کی ہیں۔

ثانوی تعلیم کے مروجہ نصاب میں تبدیلیاں پیدا کر کے صنعت و حرفت کی تعلیم نظام تعلیم کا جزو لاینفک بنا دیا گیا ہے۔ اس نصاب کے تحت جب طالب علم فوقانی درجہ پر پہنچ جاتا ہے تو اس کے آگے فنی اور علمی دونوں راہیں کھلی ہوتی ہیں تاکہ وہ اپنے طبعی رجحانات کے مطابق اپنا نصب العین معین کر کے کوئی موزوں راہ اختیار کرے۔ اور بالآخر اس میں کمال اور مہارت تامہ حاصل کر سکے۔ نظام تعلیم میں اس طریق عمل کو ضرورت کے مطابق جامعی تعلیم تک وسعت دینے کی اسکیم پیش نظر ہے۔ اس طرح اہل ملک کی ان دیرینہ شکایات کو جو نظام تعلیم کے خلاف گزشتہ کئی سال سے کی جا رہی تھیں مناسب ارتفاع کر دیا گیا ہے۔ سررشتہ تعلیم صنعت و حرفت کے تحت ابتدائی صنعتی مدارس فی الحال بطور تجربہ اضلاع اور مستقر بلدہ میں قائم کر دئے جا چکے ہیں جہاں کی تیار کردہ مصنوعات کا مظاہرہ سال بسال نمائش کمیٹی کے تحت قائم کردہ نمائش مصنوعات ملکی میں کیا جاتا ہے۔ ان مصنوعات کے معائنہ کے بعد ہمارے ملکی صناعوں میں جدت خیال کا ثبوت ملتا ہے جو بعض مصنوعات کی تیاری میں ملحوظ رکھی گئی ہیں اگر صنعت میں اس ایجاد و ارتقاء کے راستہ پر ڈال دیا جائے تو مستقبل قریب میں ہمارے ملکی دماغ ایجاد و اختراع کے میدان میں موجودہ صنعتی ممالک کے مقابلہ میں کسی طرح پیچھے نہیں رہ سکتے۔ سررشتہ تعلیم صنعت و حرفت کے ساتھ ساتھ سال گزشتہ سررشتہ تحصیل معیشت و ملازمت کا قیام بھی عمل میں آ چکا ہے۔ سررشتہ کا واحد مقصد جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ ملک میں بے روزگاری کا انسداد ہے۔ یہ امر ملک کے لئے باعث اطمینان ہے کہ اپنے وجود کی تاریخ سے یہ سررشتہ ملک میں بے روزگاری کے اسباب اور اس کے علاج کی تدابیر پر غور کر رہا ہے۔

نواب مہدی نواز جنگ بہادر صدر المہام تعمیرات کے الفاظ میں سررشتہ تعلیم صنعت و حرفت کے ساتھ اس سررشتہ کے قیام کی ترتیب یہ ہے کہ تحصیل معیشت و ملازمت ایک ایسے عہدہ دار کی نگرانی میں ہے جو صنعتی اور حرفتی تربیت حاصل کرنے والے ان تمام طلباء کے لئے بوجوہ احسن مشاورت ہو جن کے لئے بعض سرکاری

خدمات کے علاوہ دیگر ذرائع معیشت بھی مہیا کرنا ضروری ہے۔ اس جدید سررشتہ کے مقاصد کے بارہ میں نواب صاحب موصوف نے سررشتہ کی مجلس مشاورت کا افتتاح فرماتے ہوئے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا کہ جہاں تک ملازمتوں کا تعلق ہے یہ سررشتہ محکمہ جات سرکاری و غیر سرکاری کارخانوں تمام تجارتی اور کاروباری اداروں سے اشتراک عمل حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے تاکہ بحیثیت مجموعی مفاد ملک کی خاطر اس سررشتہ کا اعتبار رکھنے والے سرکاری و غیر سرکاری اداروں کا ہمدردانہ اور بہ رضا و رغبت اشتراک عمل حاصل ہو سکے اور یہ سررشتہ ہر محکمہ اور ادارہ کے لئے مددگار و معاون ثابت ہو اور تمام محکموں اور خانگی اداروں میں ملازمت کے لئے موزوں امیدوار فراہم کرنے والے ایک مرکزی ادارہ کا کام انجام دے اور رفتہ رفتہ غیر ضروری دوڑ دھوپ سفارش اور جستجو کا اس سے طریقہ عمل کا سد باب ہو سکے جس کو عام طور پر اقربا نوازی کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

بیروزگاری کا مکمل انسداد چونکہ ملازمتوں کی فراہمی سے نہیں ہو سکتا اس لئے سررشتہ ہذا کے پیش نظر یہ بھی ایک مقصد ہے کہ نشانیان روزگار کے لئے ملازمت مہیا کرے یہ سررشتہ ذرائع معیشت کے دوسرے ممکنہ ذرائع کی تلاش اور اسی طرح بیروزگاری پیدا کرنے والے اسباب کی تشخیص و ازالہ اور پیدا کرنے والے اسباب کی تحقیق و ترقی کی تدابیر پر عمل پیرا ہے۔

اس جدید سررشتہ کی نسبت حالیہ سرکاری اعلامیہ کی اشاعت سے ظاہر ہوتا ہے کہ سررشتہ کی مجلس مشاورت کے تحت چار ذیلی مجالس مختلف مقاصد کی پیش رفت کے لئے نامزد کی گئی ہیں۔

(۱) پہلی تجربی اور اشاعتی سب کمیٹی جس کا فرض یہ ہے کہ مختلف جلسوں کے ذریعہ بشمول مضامین اور تقاریر کے زیر تعلیم طلباء میں کاروباری تجارتی اور صنعتی رجحانات پیدا کرے اس سلسلہ میں سررشتہ نے کام کا آغاز کر دیا ہے۔ اضلاع کے دوروں میں پبلک تقاریر کے ذریعہ سادہ طریق معاشرت کی ترغیب اور عام افراد میں صنعتی رجحانات پیدا کرنے اور ملکی مصنوعات کی ترویج کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔ حال میں جو شائع شدہ رپورٹ سے ظاہر ہے کہ جناب کمشنر و مہتمم صاحب سررشتہ نے گلبرگہ اور [illegible] کے دوروں میں اس مقصد کے تحت پبلک تقریریں فرمائیں جن کے نتیجہ کے طور پر [illegible] معاشی و صنعتی مسائل میں بعض [illegible] حضرات نے دلچسپی کا اظہار فرمایا ہے [illegible] مسرت ہے کہ ملکی مصنوعات کی ترویج میں اب ایک حد تک آمادہ عمل [illegible] ہے [illegible] کہ [illegible] سلسلہ کو تیزی کے ساتھ آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔

(۲) دوسری کمیٹی [illegible] سب کمیٹی ہے جس کا تعلق نوجوانوں کو زمین پر آباد ہو جانے کی ترغیب [illegible] حکومت کے زیر غور ہے۔ سررشتہ کی اس کمیٹی نے [illegible] بیروزگاری کے سلسلہ میں مکمل اور وسیع [illegible] تیار کی ہیں جو نظر ثانی کی آخری منزل سے [illegible] ہیں۔ صرف [illegible] تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لئے اس اسکیم کا نفاذ عمل میں آ جائے۔ اسکیم میں گو دستکاروں اور تعلیم یافتہ افراد کے رجحانات کا لحاظ رکھا جا رہا ہے اور اس کو ان کے لئے مستقل جاذب توجہ بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ طلباء نہیں بھی بہ آسانی اس وسیع ذریعہ معیشت کو قبول کریں۔

(۳) سررشتہ کی تیسری مجلس یعنی سروس سب کمیٹی کوشاں ہے کہ سررشتہ ہذا ملک کے ہر ادارہ کی خدمت انجام اور تعلیم یافتہ امیدواروں کے لئے ملازمت فراہم کرے کسی دوسرے محکمہ میں امیدوار رجوع نہ ہوں بلکہ صرف یہی ایک سررشتہ ملک کا مرکز بحالی میں فراہمی امیدوار کا مرکز قرار دیا جائے۔ ممکن ہے کہ یہ کوشش امیدواران ملازمت کے حق میں مفید ثابت ہو اور تقررات میں بجز اتفاق سے زیادہ صلاحیت کا اور قابلیت بنیاد قرار دی جائے۔

اس سلسلہ میں ایک اور کوشش بھی قابل ذکر ہے کہ سررشتہ ہذا کے تحت پیشہ وارانہ کام کا قیام بھی زیر غور ہے جس کے ذریعہ نفسیاتی اور تکنیکی طریقہ اصول پر امیدوار کے رجحانات کا اندازہ کیا جا سکے۔ اور ان کے مطابق ان کو مختلف پیشے اختیار کرنے کا مشورہ دیا جائے۔

(۴) سررشتہ کی چوتھی کمیٹی معاشی سب کمیٹی سے اہم ہے جس کے تحت ایسے افراد کے لئے مالی امداد اور عطائے قرض کی اسکیم زیر ترتیب ہے جو تاجرانہ صلاحیت رکھنے کے باوجود قلت سرمایہ کی وجہ تجارتی کاروبار آغاز کرنے سے مجبور رہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بیروزگاری کے سلسلہ میں حکومت کی یہ کوشش اپنی نوعیت کی پہلی اور اجتہادی کوشش ہے اس کے مقاصد کی پیش رفت کی ذمہ داری بلا استثنیٰ ملک کے ہر ادارہ و محکمہ کے ہر عہدہ دار اور قوم و ملت کے ہر فرد پر یکساں عائد ہوتی ہے۔ تاوقتیکہ عوام اکابر اور مشاہیر ملک اس طرف متوجہ نہ ہوں سرکاری سررشتہ اپنی حیثیت میں جو کچھ کر سکتا ہے وہ کرے گا تو ضرور لیکن اس کے نتائج کے لئے مستقبل بعید کا انتظام کرنا پڑے گا حالات کو بہتر بنانے میں تاوقتیکہ اتحاد عمل کے ساتھ کام نہ ہو کامیابی ممکن نہیں۔

چنانچہ ملک کی انجمن طیلسانین کے تحت معاشی کمیٹی کا قیام اور مصنوعات ملکی کی ترویج میں اس کی مساعی یقیناً ملک کی خوشحالی کے لئے فال نیک ہے اور جو قومی فلاح کی راہ اور تعاون کا نشان منزل ہے۔ توقع ہے کہ ملت کی ترقی کا خواب شیریں طیلسانین ہمارا یکی مساعی سے کچھ زیادہ عرصہ تک محتاج تعبیر نہ رہے گا۔

سر نیکٹ سباراؤ کا طلبا کو مشورہ

حیدرآباد ۸ آبان سر ایم وینکٹ سباراؤ ایجنٹ برار جو عنقریب اپنی خدمت سے سبکدوش ہونے والے ہیں اورینٹ پریس نے ایک خصوصی ملاقات کے دوران میں اس خواہش پر کہ وہ طلبائے حیدرآباد کے نام کوئی پیام دیں سر وینکٹ نے کہا کہ وہ انہیں وہی مشورہ دیں گے جو حال ہی میں انہوں نے برار کے نوجوانوں کو امراوتی کے ایک پبلک تیر مقدمہ کے سلسلہ میں دیا تھا۔

سر وینکٹ نے کہا کہ "ہندوستان میں ہر طرف لفظ آزادی کی گونج سنائی دے رہی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اب آزادی ہماری نظروں کے سامنے ہے وہ آزادی نہیں جو محدود اور مشروط ہو بلکہ وہ جسے مکمل خود مختاری کہنا چاہئے ابھی حال حال تک ہندوستان کے نظری سیاست دان مقبوضاتی مرتبہ کے معانی اور مضرات کی پیچیدگیوں میں کھوئے ہوئے تھے لیکن واقعات کی تیز رفتاری اس فقرہ کو اپنے ساتھ بہا کر دور لے جا چکی ہے۔ آج مقبوضاتی مرتبہ کا سوال ہی سرے سے باقی نہیں۔ آج ہمارے پیش نظر وہ مکمل آزادی ہے جسے ہم اپنا پیدائشی حق تصور کرتے ہیں لیکن یہی آزادی نوجوانوں پر بڑی اہم ذمہ داریاں عائد کرتی ہے۔ اس لئے کہ یہ فراموش کرنا بدترین خطرات میں مبتلا کرنے گا کہ تہذیب نفس اور ضبط و نظم آزادی کے اولین لوازمات ہیں آزادی کا یہ وہ پہلو ہے جس کا آپ کی نظر سے پوشیدہ ہو جانا بہت زیادہ ممکن ہے ضبط و نظم باقی نہ رہے تو انتشار پیدا ہو جائے گا اور آزادی ایک ایسی شے ہے جو ایک منظم اور مضبوط ماحول میں ہی پرورش پا سکتی ہے۔ اگر آپ اپنے قابل احترام قائدین کی زندگیوں کے اس اہم حق سے بے پروائی روا رکھیں تو آپ صحیح معنی میں ان سے بے وفائی کریں گے۔"

اپنے سلسلہ پیام کو جاری رکھتے ہوئے سر وینکٹ نے کہا "موجودہ حالات میں آزادی کا دوسرا لازمہ اتحاد ہے اگر آزادی حاصل کرنے کے لئے اتحاد کا ہونا ضروری ہے تو آزادی حاصل ہونے کے بعد اسے برقرار رکھنے کے لئے اس کی ضرورت اور بھی زیادہ ہے۔ تاریخ میں دو قسم کا اتحاد ملتا ہے۔ ایک وہ جو جبراً پیدا ہوتا ہے۔ دوسرا وہ جو تالیف قلوب سے حاصل ہوتا ہے۔ اگر وہ اتحاد درکار ہے جو لازوال ہو تو اس کی بنیاد رواداری پر ہونی چاہئے۔ یہ کوئی ایسی نیکی نہیں جسے اپنے اندر پیدا کرنا اہل ہند کے لئے مشکل ہو۔ ہماری ابتدائی تاریخ کا ہر صفحہ شاہد ہے کہ ہماری امتیازی خصوصیت یہی رواداری تھی۔ ہم نے کبھی دوسروں کے حق تفرقہ، مذہب اور رسم و رواج کا جھگڑا نہیں اٹھایا جہاں تک ممکن ہو سکا اپنے متضاد خیالات میں یکسوئی پیدا کر لی جہاں یہ ممکن نہ تھا ان کا احترام کیا انہیں برقرار رہنے دیا۔ جبری اتحاد ہماری فطری تہذیب کے خلاف رہا ہے۔ ہماری یہ کوشش رہی ہے کہ اختلافات میں یکسوئی پیدا کر لی جائے اور تالیف قلوب کے ذریعہ اتحاد پیدا کیا جائے۔ آج ہمیں اسی جذبہ کی بہر صورت ضرورت ہے۔ یہ ممکن نہیں بلکہ محافظ اتحاد ہو۔" (اورینٹ پریس)

پبلک کارکنوں کے مشاغل

مس پدمجا نائیڈو معتمد گاندھی پرچار سنگھ نے اپیل کی ہے کہ ۲ اکتوبر کو گاندھی جی کی (۴۷ ویں) سالگرہ منائیں اور اس موقعہ کی ایک یادگار کے طور پر یہ تجویز کی گئی ہے کہ کھادی کو ایک گھریلو صنعت کی حیثیت سے وسعت دینے کے لئے ایک مستقل فنڈ قائم کیا جائے۔

مسٹر بی۔ جی۔ کیسکر معتمد ہندو مہا منڈل نے ایک جلسہ میں جو رام منتر کمیٹی ... کے زیر اہتمام منعقد ہوا تھا "موجودہ صورت حال اور دھرم" کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہندو مہا سبھا امن کے لئے کوشاں ہے ہم اس کی طرف اپنی ہمدردی اور مدد کا ہاتھ بڑھاتے ہیں لیکن اگر وہ کوئی ایسا اقدام کرے جو ہندوؤں کی ترقی اور خوشحالی کے لئے مضر ہو تو حیدرآباد کے ہندو اس سے کوئی واسطہ نہ رکھیں گے اور ریاستی ہندوؤں کے حقوق کے تحفظ کے لئے اپنے آپ کو وقف کریں گے۔

کل ہند ہندو مہا سبھا نے ایک ذیلی کمیٹی قائم کی ہے جو ہندوستانی ریاستوں کے ہندوؤں کے حقوق اور مفادات کی حفاظت و ترقی کے لئے ایک کل ہند ریاستی ہندو مہا سبھا قائم کرے گی۔ مسٹر بی۔ جی۔ کیسکر معتمد ہندو مہا منڈل کو کمیٹی مذکور میں حیدرآباد کی نمائندگی کے لئے نامزد کیا گیا ہے۔

دسہرہ کا مسلح جلوس نکالنے کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے مجلس عاملہ آریہ پرتی ندھی سبھا کا ایک جلسہ ۲۰ آبان کو مسٹر ونائک راؤ کی صدارت میں منعقد ہوگا۔

معتمد صاحب ہندی پرچار منڈل کی اطلاع ہے کہ پنڈت کیشو راؤ جی ہندی کی تعلیم کے سلسلہ میں اضلاع ممالک محروسہ سرکار عالی کے دورہ پر روانہ ہوئے۔

تلنگانہ کانفرنس کی مجلس عاملہ کا اجلاس ضروری امور پر غور کرنے کے لئے ۲۰ آبان کو مسٹر سری نواس راؤ صاحب ایڈوکیٹ ہائی کورٹ کے مکان پر منعقد ہوگا۔

پنڈت کاشی ناتھ راؤ ویدیہ، مسٹر راما چاری، مسٹر جناردھن راؤ دیسائی، مسٹر نرسنگ راؤ، مسٹر رام چندر راؤ، سیٹھ کشن لال، گنیری وال وغیرہ نے ایک طویل صحافتی بیان جاری کیا ہے جس میں مسٹر جناح کی تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے بتلایا ہے کہ ریاستوں کی رعایا کانگریس کے مطالبات کے ساتھ ہے۔

اس بیان میں حیدرآباد کی خود مختاری کا ذکر کرتے ہوئے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ حیدرآباد کے بہترین مفاد کے لئے ایک ایسی ملی اور قومی حکومت تشکیل دی جائے جس کے ارکان ملک کی بڑی سیاسی جماعتوں کی نمائندگی کرتے ہوں۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ وقت نزاعی مسائل کو اٹھانے کا نہیں ہے لیکن حیدرآباد کے دستوری مسائل کا تصفیہ جنگ کے بعد بدلے ہوئے حالات اور جدید ضروریات کے مطابق ہونا چاہئے۔

بلدہ حیدرآباد میں مجلس اتحاد المسلمین کی جانب سے یوم قرآن منایا جائے گا جس میں نواب بہادر یار جنگ بہادر تقریر کریں گے۔

---

۱۰ رمضان المبارک کو بعد نماز جمعہ مولانا سید بادشاہ حسینی صاحب نے مکہ مسجد میں اسلامی سلطنتوں کے تحفظ و بقاء کے لئے دعا فرمائی۔

معتمد صاحب مجلس اتحاد المسلمین گلبرگہ نے اعلان کیا ہے کہ مجلس نے اپنے پروگرام میں تعلیم قرآن مجید و مدارس دینیہ بالاتقان بھی شامل کیا ہے۔ مسلمانان ضلع گلبرگہ سے استدعا کی گئی ہے کہ وہ تقسیم زکوٰۃ کے موقعہ پر اس مقصد کو نظر انداز نہ کریں۔

کمیونسٹ پارٹی کا محضر

قومی حکومت کا مطالبہ

بمبئی ۲۲ ستمبر۔ کمیونسٹ پارٹی کی ایک مرکزی مجلس نے جس کا اجلاس بمبئی میں ہو رہا تھا گورنمنٹ کے نام ایک اپیل شائع کی ہے جس میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ حکومت اپنی موجودہ سخت گیری کی پالیسی کو ترک کرے گی گاندھی جی اور دوسرے کانگریسی لیڈروں کو رہا کرے۔ کانگریس کا امتناع منسوخ کردے اور ایک عارضی قومی حکومت قائم کرنے کے لئے کانگریس اور دوسری سیاسی جماعتوں سے گفت و شنید شروع کرے۔ یہ اپیل دو ہزار لفظوں کا ایک محضر ہے جس میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ قومی حکومت کو پورے اختیارات حاصل ہونے چاہئے اور اس کا یہ ارادہ ظاہر ہو کہ وہ ملک کی آزادی اور مدافعت کے لئے اتحادی اقوام کے دوش بدوش تمام اہل ملک کو متحد اور ان کی قوت کو یکجا کرے گی۔ برطانیہ کے ترقی پسند لوگوں سے کمیونسٹ پارٹی نے اپیل کی ہے کہ وہ برطانوی حکومت پر زور ڈالیں تاکہ وہ اہل ہند کے مطالبات کو قبول کرے۔ محضر میں بتایا گیا ہے کہ برطانوی حکومت کی موجودہ پالیسی "برطانیہ امریکہ روس اور چین کی اقوام کی پیٹھ میں خنجر بھونک رہی ہے"۔

برطانوی اور ہندوستانی اقوام کی مشترک تباہی

کمیونسٹ پارٹی نے برطانوی حکومت کو متنبہ کیا ہے کہ اگر وہ اپنے اس مسلک پر ضد کرتی رہی تو وہ کسی بات میں کامیاب نہیں ہوگی سوائے اس کے کہ برطانوی اور ہندوستانی اقوام کو ایک مشترک تباہی میں مبتلا کرے۔

حکومت جنگ کی سخت گیر پالیسی کی مذمت کرتے ہوئے محضر میں بتایا گیا ہے کہ ملک کو ایک ایسے خطرناک بحران میں مبتلا کرنے کی ذمہ داری جو نہ صرف ہندوستان کی آزادی بلکہ متحدہ اقوام کی آزادیوں کو بھی برباد کرنے والا ہے۔ برطانوی حکومت کے کاندھوں پر عاید کی گئی ہے۔ قومی لیڈروں نے اس امر پر اپنی پوری آمادگی کا اعلان کر دیا تھا کہ ملک کی نجات کے لئے اتحادی اقوام سے متحدہ ہو کر وہ اہل ملک کو منظم کرنے کی پوری ذمہ داری قبول کریں گے بشرطیکہ ہندوستان کی آزادی

تسلیم کرلی جائے اور ایک قومی حکومت قائم کردی جائے لیکن برطانوی حکومت نے بجائے اس کے کہ دوستی اور اتحاد قائم کرنے کا مسلک اختیار کرتی اقتدارات منتقل کرنے سے بے دھڑک انکار کیا اور تمام ملک میں ایک ایسی کشمکش پیدا کردی جس سے جاپانی ایجنٹ اور پانچویں کالم پوری طرح فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

بدامنی کی مذمت

نقصان رسانی اور سلسلہ مواصلات کو خراب کرنے والے اقدامات کی سختی کے ساتھ مذمت کرتے ہوئے محضر میں کہا گیا ہے کہ اس حیثیت سے کہ یہ حرکات اہل ملک کو دشمن کے مقابل وہ قوتیں دفاع اور ملک کی معاشی حالت کی بربادی کا سامان کررہے ہیں اور بدامنی کی قوتوں کو آزادی کے ساتھ کام کرنے کی اجازت دے رہے ہیں"۔

محضر میں قومی لیڈروں پر بھی یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ وہ جنگ کی ابتدائی منزلوں میں اہل ملک کو متحد کرنے اور ان کو ملک کے دفاع کو تقویت پہونچانے کے قابل بنانے میں ناکام رہے۔ آخر میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ خاص طور سے کانگریس اور لیگ کے درمیان اتحاد کی ضرورت ہے اور اس لئے کمیونسٹ پارٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ تمام ملک میں ایک پرزور تحریک شروع کرے گی جس کا نعرہ یہ ہوگا کہ "جناح گاندھی اور قومی لیڈروں کو آزاد کردو، سخت گیری کو بند کردو، بربادی، نقصان رسانی اور بدامنی کو روکو، کانگریس کا امتناع منسوخ کردو اور ایک سمجھوتہ کے لئے گفت و شنید کرو، اور ایک عارضی قومی حکومت قائم کردو۔"

مسٹر چرچل کی تقریر

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱)

گروہ مختلف مقاصد پیش نظر رکھتے ہیں۔ دشمن سے مقابلہ اور اس کو شکست دینے کے لئے اس تیار کو جس قدر جلد واضح کیا جائے بہتر ہے۔ ہماری خود مختاری قوم کے اغلاط سے پیدا ہوئی ہے۔ مطالبہ یہ ہوتے ہیں اس کے معقول پر نظر ڈالنی چاہئے۔ اقتدار کی منتقلی ضروری ہے مگر اہم سوال یہ ہے کہ اقتدار کس کو اور کس غرض سے منتقل کیا جائے۔ اگر یہ اقتدار ان کو دیا جائے جو دشمن سے جنگ رکھنے کی ذمہ داری قبول کرنے تیار ہیں تو انہیں اقتدار کا نعرہ بلند کرنے سے پہلے جرات کے ساتھ اپنی پوزیشن کو واضح کر دینا چاہئے انہیں اعلان کرنا چاہئے کہ وہ فاسشٹی درندوں اور ان کے کارندوں سے مقابلہ کے لئے آمادہ ہیں۔ موجودہ صورت حال میں سب سے اہم مسئلہ اقتدار کی منتقلی نہیں بلکہ یہ سوال ہے کہ یہ اقتدار کن قوتوں اور کس غرض سے منتقل کیا جائے۔ اس نتیجہ جنگ کرنے کی ذمہ داری خود لیڈروں پر عاید ہوتی ہے اقتدار کی منتقلی میں خود ان لیڈروں نے دشواریاں پیدا کر دی ہیں جو ہر وقت اقتدار کی منتقلی کا شور مچاتے رہتے ہیں۔

(انڈین ہیرالڈ انڈیا)

ممالک محروسہ کے شہر اور قصبات

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۵)

شہر اورنگ آباد اور بیدر ہیں جن کی آبادی علی الترتیب (۵۰۶۱۴۲) اور (۲۲۹۸۳) (۲۰۵۱۳) یعنی سب باقی ماندہ (۲۷) قصبات میں سے (۲۶) کی آبادی دس ہزار اور بیس ہزار کے درمیان ہے اور ایک سو کی پانچ ہزار سے دس ہزار تک ہے۔

روبہ ترقی قصبات

سنہ ۱۳۵۳ف کے اعداد کا جائزہ کرتے ہوئے چند قصبات کی آبادی میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے چنانچہ حالیہ مردم شماری کے مطابق جن مقامات کو قصبہ کا درجہ دیا گیا ہے ان میں سے ضلع عادل آباد کے قصبہ بیلم پلی کی آبادی میں تقریباً (۱۰۰۲۰) فی صد اضافہ ہوا۔ اس کے علاوہ شاہ آباد (ضلع اطراف بلدہ) کی آبادی میں (۱۴۲۰۱) فی صد اور گڑوال (ضلع رائچور) کی آبادی (۸۰۰۰۰) فی صد اور کولاپور (ضلع محبوب نگر) کی آبادی میں (۶۰۶۹) فی صد اضافہ ہوا۔ گزشتہ دس سال کے عرصہ میں جن بڑے قصبات کی آبادی نہایت تیزی سے بڑھی وہ بودھن، نگر کرنول، احمد پور، نظام آباد اور کریم نگر ہیں جن کی آبادی میں علی الترتیب ۱۵۰۰ (۲۱۰۹۲۳) اور (۵۹۹) فی صد اضافہ ہوا ہے۔

اشتہار

مرتبہ محکمہ عدالت دیوانی منصفی
تعلقہ عادل آباد۔ ضلع عادل آباد
۱۵۔ ۳۰ ف
واقع آبان

مثل نمبر محکمہ ۳۵۳ ف

باجلاس پنڈت چند سکھانت راؤ صاحب
منصف ضلع عادل آباد

جاگو بائی بنام رتنا کرشنا نابالغان بولایت مادر حقیقی مسماۃ لارکی بنام رتنا ولد رشنا قوم بجارہ عمر ۳۰ سال پیشہ زراعت ساکن رتنا پور تعلقہ عادل آباد

کرشنا ولد رشنا قوم بجارہ عمر ۲۰ سال پیشہ زراعت ساکن رتنا پور تعلقہ عادل آباد

دعویٰ۔ نفقہ ولایت بولایت نابالغان بولایت مادر حقیقی مسماۃ لارکی زوجہ رشنا قوم بجارہ ساکن رتنا پور تعلقہ عادل آباد

ہر گاہ مدعیہ کے نام دو مرتبہ عدالت سے تعلق سمنوت کے پاس اور بذریعہ عدالت (۳) مرتبہ اپنے حیلہ (۵) مرتبہ نوٹس تصفیہ ولایت کے متعلق جاری ہوئے۔ لیکن ایک نوٹس کی بھی تعمیل نہیں ہوئی اور تمہارا پتہ نہیں چل رہا ہے۔ لہذا اشتہار ہذا جاری کر کے تمکو اطلاع دیجاتی ہے کہ تم اصالتاً یا وکالتاً بتاریخ ۲۰ آبان ۱۳۵۳ف روز یکشنبہ وقت ۸ بجے حاضر ہو کر ولایت کے متعلق جواب دہی و پیروی مقدمہ کرو ورنہ حسب ضابطہ کارروائی عمل میں آئے گی اور پھر کوئی عذر لائق سماعت نہ ہوگا۔ فقط

دستخط
مہر دستخط

سررشتہ دار صاحب
منصف صاحب
